فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (قرآن)

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور

مدیر:-

حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی - لاہور ۱۶

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰ روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __   www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدّث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملّتِ اسلامیّہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور

جلد ۱	رجب المرجب ۱۳۹۱ھ	ستمبر ۱۹۷۱ء	عدد ۱۰

مدیر : حافظ عبدالرحمٰن مدنی (ریٹائرڈ)

مجلسِ تحریر

حافظ ثناء اللہ (اللیسانس) اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ

مولانا عبدالسلام (اللیسانس) اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ

حافظ ثناء اللہ خاں، بی۔اے (آنرز) ایم اے (عربی، اسلامیات)

چودھری عبدالحفیظ، ایم اے (عربی، اسلامیات)

مولانا عزیز زبیدی — مولانا عبدالغفار اثر (ایم اے)

مقامِ اشاعت

مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن ○ لاہور ۱۶

ناشر : حافظ عبدالرحمٰن مدنی — طابع : رشید احمد چودھری — مطبع : مکتبہ جدید پریس ۴ شارع فاطمہ جناح - لاہور

قیمت : فی پرچہ ۹۰ پیسے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فہرست مضامین

	اداریہ	
۱:۔ فکر و نظر (رجب المرجب)	نواب سید محمد صدیق الحسن خانؒ	۳
۲:۔ ناداں ہیں جو نشاداں ہیں گل سے دل لگائے بیٹھے ہیں (نظم)	عبدالرحمٰن عاجز	۶
۳:۔ عورت نکاح میں ولی کی محتاج کیوں ہے؟ (۳)	مولانا محمد گنگن پوری	۷
۴:۔ توبہ استغفار (۲)	حافظ سیف الرحمٰن (بی اے)	۱۶
۵:۔ گلہائے نعت (نظم)	راسخ عرفانی	۲۷
۶:۔ نیا سامراج (۲)	آباد شاہ پوری	۲۸
۷:۔ حدیث کے بغیر قرآن فہمی مشکل ہے	مولانا عبدالسلام کیلانی مدنی	۳۷
۸:۔ مفید الاحناف (۳)	حکیم محمد عبدالغفور رمضان پوری	۴۳

مفتاح کنوز السنۃ (معجم الاحادیث)

تاریخ عالم میں حدیث کے باب میں اپنے عنوان پر واحد اور انوکھی کتاب

مفتاح کنوز السنۃ ـــــ صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کی جملہ احادیث کا انڈکس ہے۔ آپ اس کے ذریعہ یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کون کونسی حدیث کس کس کتاب میں کہاں کہاں موجود ہے یہ حدیث کے طالب علموں اور حدیث پر کام کرنیوالوں کیلئے ایسا انمول خزانہ، نادرۂ روزگار تحفہ قیمتی وقت بچانے کیلئے بہترین ذریعہ ہے، جس کی افادیت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے پاس یہ کتاب ہو مؤلف الدکتور اے جی فنسنگ لیڈن۔ مترجم عربی میں الشیخ محمد فؤاد عبدالباقی مصری، مقدمہ از علامہ رشید رضا مصری، سائز ۳۰×۲۰/۸ صفحات ۵۹۶ ایڈیشن آرٹ پیپر۔ ہدیہ سنہری ڈائیدار چرمی جلد /۳۶ روپے پیشگی رقم بھیجنے پر مجموعہ توحید لابن تیمیۃ و لمحمد بن عبدالوہاب (مترجم مفت)

رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار ـــــ لائل پور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

رجب المرجّب

ماہ رجب کے فضائل کے متعلق چند احادیث ملتی ہیں جو صحیح نہیں ہیں شیخ عبد الحق دہلویؒ نے "ماثبت بالسنہ" میں رجب کی فضیلت کے بارے میں چند حدیثیں لکھ کر ان کے متعلق تحریر کیا ہے کہ یہ حدیثیں صحیح نہیں، ان میں سے اکثر ضعیف اور موضوع ہیں[1] حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تبیین العجب" میں فضیلت ماہ رجب سے متعلقہ حدیثوں پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ انہیں حجت قرار دیا جائے"۔ شیخ علامہ قاضی القضاۃ یمن محمد بن علی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "السیل الجرار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"لَمْ يَرِدْ فِيْ رَجَبَ عَلَى الْخُصُوْصِ سُنَّةٌ صَحِيْحَةٌ وَلَا حَسَنَةٌ وَلَا ضَعِيْفَةٌ ضُعْفًا خَفِيْفًا بَلْ جَمِيْعُ مَا رُوِيَ فِيْهِ عَلَى الْخُصُوْصِ إِمَّا مَوْضُوْعٌ مَكْذُوْبٌ أَوْ ضَعِيْفٌ شَدِيْدُ الضَّعْفِ وَغَايَةُ مَا يَصْلُحُ التَّمَسُّكُ بِهِ اِسْتِحْبَابُ صَوْمِهِ مَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثِ الرَّجُلِ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ صُمْ أَشْهُرَ الْحُرُمِ وَرَجَبُ مِنَ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ بِلَا خِلَافٍ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ لٰكِنَّهُ لَا يَدُلُّ عَلٰى شَهْرِ رَجَبَ عَلَى الْخُصُوْصِ"

---

[1] اصل عبارت یہ ہے "فَهٰذِهِ أَحَادِيْثُ ذُكِرَتْ فِيْمَا عِنْدَنَا مِنَ الْكُتُبِ وَلَمْ يَصِحَّ مِنْهَا عَلٰى مَا قَالُوْا شَيْءٌ وَغَالِبُهَا الضَّعِيْفُ وَجُلُّهَا مَوْضُوْعٌ : انتھی،

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

علی الخصوص ماہ رجب کے متعلق کوئی صحیح حسن یا کم درجے کی ضعیف سنت وارد نہیں بلکہ اسی سلسلے کی تمام مرویات یا تو موضوع اور جھوٹی ہیں یا انتہائی درجے کی ضعیف زیادہ سے زیادہ اس ماہ کے روزے کے مستحب ہونے کی دلیل رہ سکتی ہے۔ کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باہلی آدمی کو فرمایا تھا کہ حرمت کے مہینوں کے روزے رکھو، اس حدیث کو احمدؒ ابوداؤدؒ اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے لیکن اس سے بھی ماہ رجب کی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی۔

علامہ شوکانی نے اس کے بعد فرمایا ہے کہ زیادہ مناسب یہی ہے کہ یوں کہا جائے کہ اشہر حرم کا روزہ مستحب ہے اسلئے کہ اسکی خصوصی دلیل ملتی ہے۔ اور ابن عباسؓ کی وہ حدیث جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجب کے روزے سے منع فرمایا ہے، وہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں زید بن عبدالحمید اور داؤد بن عطا دو ضعیف راوی ہیں لیکن یہ حدیث ضعیف ہونے کے باوجود اس حدیث کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے جس میں رجب کے روزے کا مستحب ہونا مذکور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، لوگوں کو ماہ رجب کی تعظیم سے روکتے اور فرماتے تھے کہ جاہلیت والے اس مہینے کی عزت و تعظیم کرتے تھے۔ زید بن اسلمؓ کی ایک حدیث میں بیان ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجب کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم "شعبان کو چھوڑ کر کدھر چلے گئے ہو،" یہ حدیث مرسل ہے اور اسے "ابن ابی شیبہ" نے روایت کیا ہے۔

نئی ایجاد شدہ نمازیں :-

اس مہینے میں "لیلۃ الرغائب" معروف ہے یہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات ہوتی ہے بعض مشائخ نے اس رات کے لئے ایک نماز ایجاد کی ہے۔ جس کا اہل حدیث نے سختی سے انکار کیا ہے اور علماء نے اس کے باطل ہونے کے متعلق مستقل کتابیں لکھی ہیں، علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنی ایک کتاب میں ایسی سب نمازوں کو جمع کیا ہے جو از روئے سنت ثابت نہیں ہیں، اور واضح کیا ہے۔ کہ ایسی ایجاد

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

شدہ نمازیں بدعت منکرہ ہیں، لیکن شیخ عبدالحق دہلویؒ نے "ما ثبت بالسنۃ" میں اس رات اور اس نماز کو صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ایسے ہی وجوہ سے بعض محققین نے شیخ عبدالحق دہلویؒ کو "سنی سست اور حنفی چست" کہا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ پر مشائخ صوفیہ کی محبت غالب تھی جسکی وجہ سے انہوں نے مشائخ کی اس نماز کو درست قرار دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ یہ نماز واضح طور پر بدعت ہے اور جو کوئی اس کو از روئے سنت صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرے گا وہ اپنا عزیز وقت ضائع کرے گا۔

امام غزالیؒ نے بھی اس نماز کا ذکر کیا ہے اور اس کی ترکیب تحریر کی ہے۔ لیکن صرف مشائخ اور درویشوں کے اقوال واعمال سے کوئی عبادت ثابت نہیں ہو سکتی، تاوقتیکہ علمائے حدیث وقرآن اس کے قائل نہ ہوں۔ اس جگہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا قول دہرانا مناسب ہو گا کہ "جس مسئلہ میں علمائے دین اور صوفیہ ومشائخ کے درمیان اختلاف ہو، اس میں حق ہمیشہ علماء کی طرف ہوتا ہے۔" اور وہ کون سا شیخ، صوفی یا عالم ہے جس سے کسی مقام پر کوئی خطا، سہو یا غلط قیاس نہ ہوا ہو؟ اسی لئے عمل کے واسطے میزان عدل الٰہی یہ ہے کہ:۔

"فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ۔

معراج شریف:۔

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو اقوال ملتے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسی ماہ کی ستائیس تاریخ کو بوقت شب معراج ہوئی تھی۔ لیکن بعض علماء نے یہ بات صحیح قرار دی ہے کہ ۱۷ رمضان یا ربیع الآخر، بعثت کے دوسرے سال معراج ہوا، واللہ اعلم۔

بدعات:۔

اس ماہ میں جتنی بدعات عوام وخواص میں مروج ہیں وہ سب گمراہی کے کام ہیں، مومن کو کسی بدعت کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے اور کسی مشتبہ عمل کو اپنانا نہیں چاہئے، کیونکہ ایسے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

امور سے انسان نورِ ایمان سے عاری ہو جاتا ہے نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَقَّافُوْنَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ (مومن مشتبہ امور سے اجتناب کرتے ہیں)

(اتباع الحسنۃ فی جملۃ ایام السنۃ)

نادان ہیں جو شادابیٔ گل سے آنکھ لگائے بیٹھے ہیں

عبدالرحمٰن عاجزؔ، رحمانیہ دارالکتب لائل پور

بچپن کا زمانہ، عہدِ جوانی یونہی لٹائے بیٹھے ہیں
ہم اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں آگ لگائے بیٹھے ہیں

جو کام کے دن تھے بیت گئے وہ مدہوشی کے عالم میں
اُس اک اک لمحہ پر اب سو سو اشک بہائے بیٹھے ہیں

کس طور سے پہنچے گا منزل پر اے طائرِ بد قسمت تو
صیاد ہزاروں رستہ بھر میں دام بچھائے بیٹھے ہیں

اے جانے والے دیکھ نہ تو رنگینیٔ محفل کی جانب
ہم لمحہ بھر کی عشرت سے سو درد اٹھائے بیٹھے ہیں

اس فصلِ بہاراں کے پردے میں دورِ خزاں ہے پوشیدہ
نادان ہیں جو شادابیٔ گل سے آنکھ لگائے بیٹھے ہیں

یہ غنچے اپنی نکہت میں پوشیدہ شرارے رکھتے ہیں
اس گلشن کے لاکھوں بلبل گھر اپنے جلائے بیٹھے ہیں۔

ہوشیار! کہ تیری راہِ سفر معمور ہے ساری کانٹوں سے
اس راہ میں کتنے اہلِ خرد دامن الجھائے بیٹھے ہیں

آتے رہے ہیں پیشِ نظر دن رات جنازوں کے منظر
حیرت ہے یہ پھر کیوں اپنی اجل ہم دل سے بھلائے بیٹھے ہیں؟

اس دارِ فنا سے چلے گئے کتنے یار و غمخوار اپنے
ہم کتنے جگر گوشے اپنے قبروں میں دبائے بیٹھے ہیں

ہر صبح سفر ہر شام سفر عاجزؔ آخر انجامِ سفر
کچھ چلے گئے کچھ جائیں گے دنیا میں جو آئے بیٹھے ہیں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

قسط نمبر ۳

عورت نکاح میں ولی کی محتاج کیوں ہے؟

تحریر: مولانا محمد صاحب کنگن پوری

گزشتہ دو اقساط میں مسئلہ کی وضاحت قرآنی آیات سے ہو چکی ہے اب اس کی تشریح احادیث نبویہ سے پیش کی جا رہی ہے ——————

حامل قرآن مبلغ فرقان رہبر دو جہاں فداہ ابی دامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ جو عورت کے نکاح میں ولی کی شرط ہونے پر دال ہیں وہ بے شمار کتب حدیث میں روایت کیے گئے ہیں خصوصاً صحاح ستہ کی کوئی کتاب اس سے خالی نہیں۔ بعض ائمہ نے تو مشہور حدیث لا نکاح الا بولی کے الفاظ سے ہی باب منعقد کیے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے باب من قال لا نکاح الا بولی (ص۷۶۹) اور ترمذی ص۱۷۵ میں ہے باب ماجاء لا نکاح الا بولی ابن ماجہ میں ہے لا نکاح الا بولی منتقی ابن تیمیہؒ میں ہے باب لا نکاح الا بولی (ص۱۰۱ مع نیل) نہ معلوم اور کتنے لوگوں نے ایسا کیا ہے۔ ابوداؤد میں یوں ہے باب فی الولی (ج۲ ص۱۹۰) مشکوٰۃ میں یوں ہے باب الولی فی النکاح واستیذان المراۃ۔

مشکوٰۃ میں ہے:

عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نکاح الا بولی رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ (اس کو احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ میں ہے:

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی

ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ میں ہے:

عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نکاح الا بولی

ابن ماجہ صفحہ ۵۸۰ میں ہے:

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی

ملتقی ابن جارود میں یہ حدیث ابوموسےٰ سے چار دفعہ چار سندوں سے انہی الفاظ لا نکاح الا بولی سے روایت کی گئی ہے[1]

ملتقی ابن تیمیہؒ جلد ۵، ۶ صفحہ ۱۰۱ میں ہے:

عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نکاح الا بولی (رواہ الخمسہ الا النسائی)

یہ حدیث ابوموسےٰ کے علاوہ اور صحابہ سے بھی مروی ہے چنانچہ ابن ماجہ میں یہ حدیث عائشہ، ابن عباس اور ابوموسےٰ رضی اللہ عنہم تینوں سے روایت کی گئی ہے:

عن عروۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عکرمۃ عن ابن عباس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی

عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی (ابن ماجہ ج۱ ص۲۹۷)

بلوغ المرام صفحہ ۷۹ میں ہے:

عن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی وروی الامام احمد عن الحسن عن عمران بن الحسین مرفوعاً لا نکاح الا بولی وشاھدین رواہ احمد والاربعۃ وصححہ ابن المدینی والترمذی

---

[1] منتقی ابن جارود مطبوعہ مطبعۃ الفجالۃ الجدیدۃ قاہرہ ص۲۳۵

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وابن حبان واعل بالارسال ——————

ترجمہ : یعنی ابوبردہ بن ابی موسے اپنے باپ (ابوموسے) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح ولی کے بغیر جائز نہیں اور امام احمد نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ نکاح ولی اور دو شاہدوں کے بغیر جائز نہیں۔ (اس کو امام احمد، سنن اربعہ، ابن مدینی ترمذی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اور ابن مدینی، ترمذی اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس میں مرسل ہونے کی علت بیان کی گئی ہے۔[1]

---

[1] اس حدیث کی شرح میں صاحب سبل السلام لکھتے ہیں ۔ قال ابن کثیر قد اخرجہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وغیرھم من حدیث اسرائیل وابوعوانۃ وشریک القاضی وقیس بن الربیع ویونس بن ابی اسحاق وزھیر بن معٰویۃ کلھم عن ابی اسحق کذلک قال الترمذی ورواہ شعبۃ والثوری عن ابی اسحق مرسلۃ قال والاول عندی اصح ھکذا صححہ عبدالرحمن بن مھدی فیما حکاہ ابن خزیمۃ عن ابن المثنی عنہ وقال علی بن المدینی حدیث اسرائیل فی النکاح صحیح وکذا صححہ البیہقی وغیرہ واحد من الحفاظ قال رواہ ابو یعلی الموصلی فی مسندہ عن جابر مرفوعا قال الحافظ الضیاء باسنادہ رجالہ کلھم ثقات۔

ترجمہ: ابن کثیر نے کہا کہ اس حدیث کو ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ وغیرہ نے اسرائیل سے روایت کیا ہے اور ابو عوانہ، شریک قاضی قیس بن ربیع، یونس بن ابی اسحاق اور زہیر بن معاویہ نے ابو اسحاق سے اسی طرح مسنداً روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا شعبہ اور ثوری نے اس کو ابو اسحاق سے مرسلاً روایت کیا ہے لیکن میرے نزدیک اول یعنی مسنداً ہی صحیح ہے۔ اسی طرح عبدالرحمن بن مہدی نے اس کے مسنداً ہونے کو صحیح کہا ہے جیسا کہ ابن خزیمہ نے ابن مثنی سے نقل کیا ہے اور علی بن مدینی نے فرمایا کہ اسرائیل کی حدیث جو نکاح کے بارہ میں ہے صحیح ہے۔ اسی طرح امام بیہقی اور دیگر بے شمار حفاظِ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اس حدیث کو اپنی سند میں جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حافظ ضیاء نے کہا کہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں ——————— اس کے بعد صاحب السبل نے لکھا ہے:۔ والحدیث دل علی انہ لا یصح النکاح الا بولی لان الاصل فی النفی نفی الصحۃ لا الکمال والولی ھو الاقرب الی المرءۃ من عصبتھا دون ذوی ارحامھا (سبل السلام ج ۲ ص ۶۴) یعنی یہ حدیث اس پر دال ہے کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں

بقیہ بر ص ۴۴

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حدیثِ لا نکاح الا بولی کے علاوہ دیگر احادیث جو ولی کی بغیر نکاح نہ ہونے پر دال ہیں، اور مذکورہ بالا حدیث کی مؤید ہیں ملاحظہ ہوں:۔

عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل فنکاحها باطل فنکاحها باطل فان دخل بها فلها المهر بما استحل من فرجها فان اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی له رواه احمد و الترمذی وابو داود وابن ماجة والدارمی (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

(بقیہ حاشیہ ص ۴۲۳) کیونکہ نفی میں اصل صحت کی نفی ہے نہ نفی کمال کی اور ولی سے مراد وہ مرد ہے جو عورت کے زیادہ قریب ہو عصبوں سے نہ ذوی الارحام سے۔ نیل الاوطار میں ہے:۔ حدیث ابی موسٰی اخرجه ایضاً ابن حبان والحاکم وصححا وذکر الحاکم طرقا قال وقد صحت الروایة فیه عن ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشة وام سلمة و زینب ثم سرد ثلاثین صحابیا وقد جمع طرقه الدمیاطی من المتاخرین الخ (نیل الاوطار ج ۶، ص ۱۱۸) یعنی حدیث ابو موسٰے (لا نکاح الا بولی) کو امام ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا ہے اور حاکم نے اس کی بہت سی سندیں ذکر کی ہیں اور کہا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہ ہونے کے بارہ میں ازواج مطہرات عائشہ، ام سلمہ، زینب وغیرہ تیس صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین سے حدیثیں مروی ہیں اور متاخرین سے دمیاطی نے اس کی تمام سندوں کو جمع کیا ہے۔ حاصل یہ کہ حدیث لا نکاح الا بولی اتنے کثیر طرق سے مروی ہے کہ اس کی صحت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا محدثین نے اس کی صحت کا حکم لگایا ہے جیسا کہ مختصراً مذکورہ بالا عبارت میں گزر چکا ہے۔ میں اس بحث کو طول دے کر قارئین کے ذہن کو اصل مسئلہ زیر بحث سے دور لے جانا مناسب نہیں سمجھتا اگر ضرورت متقضی ہوئی تو خاتمہ پر مستقل بحث کر دی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ ——— ہاں امام نوویؒ کا قول اس کی صحت کے بارہ میں نقل کیے دیتا ہوں جیسا کہ فرماتے ہیں ولکن لما صح قوله صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی مع غیره من الاحادیث الدالة علی اشتراط الولی یتعین احتمال الثانی (نووی ج ۱ ص ۴۵۵) خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حدیث لا نکاح الا بولی صحیح ہے اور اس بارہ میں اور بھی بہت سی حدیثیں اس کی مؤید ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بلوغ المرام میں ہے اخرجه الاربعة الا النسائی و صححه ابو عوانة و ابن حبان والحاکم (ص ۶۹)

ترجمہ: یعنی حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ نکاح باطل ہے، باطل ہے باطل ہے۔ اگر خاوند اس سے صحبت کر بیٹھے تو عورت کے لیے مہر ہے۔ اگر اولیاء آپس میں تنازعہ کریں اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکے تو حاکم ولی ہے۔ اس کو احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ اور بلوغ المرام میں ہے اس کو سنن اربعہ نے سوائے نسائی کے اور ابو عوانہ، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور ابو عوانہ ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح کہا۔ نیز اس کو یحییٰ بن معین نے بھی صحیح کہا ہے جیسا کہ سبل السلام میں ہے۔

نیز سبل السلام میں ہے و فی الحدیث دلیل علی اعتبار اذن الولی فی النکاح و ھو یعقدہ لھا او عقد وکیلہ ——— یعنی یہ حدیث اس پر دال ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح معتبر نہیں یا ولی خود اس کا نکاح پڑھے یا اس کا وکیل (سبل السلام ج ۲ ص ۶۴)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزوج المرأۃ المرأۃ ولا تزوج المرأۃ نفسھا فان الزانیۃ ھی التی تزوج نفسھا رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

بلوغ المرام میں ہے رواہ ابن ماجہ والدار قطنی و رجالہ ثقات

ترجمہ: ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت نہ کسی عورت کا نکاح کرائے نہ اپنی ذات کا کیونکہ جو عورت اپنا نکاح خود بغیر ولی کے کراتی ہے وہ زانیہ ہے (یعنی عورت نہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے اور نہ کسی دوسری کی ولی بن سکتی ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے گی تو وہ نکاح نہیں ہوگا زنا ہوگا (اس حدیث میں بغیر ولی کے نکاح پر کتنی سخت وعید ہے کہ اس کو زانیہ فرمایا ہے۔ آخرت میں زانیہ کی سزا اس کو ملے گی۔) اس حدیث کو ابن ماجہ اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں (بلوغ المرام ص ۶۹)

سبل السلام جلد ۲ ص ۶۵ میں ہے فیہ دلیل علی المرأۃ لیس لھا ولایۃ فی النکاح لنفسھا ولا لغیرھا الخ

ترجمہ: یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ عورت کو اپنا یا دوسری عورت کا نکاح کرانے میں جائز نہیں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہی جمہور کا قول ہے ——————

مذکورہ بالا احادیث صحیح ہیں جیسا کہ بندہ نے ہر حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کی صحت بھی محدثین سے نقل کردی ہے پھر بھی بعض لوگ خواہ مخواہ ان احادیث کی صحت و ضعف پر طویل بحث شروع کر دیتے ہیں حالانکہ محدثین کرام رحمہم اللہ نے ان کی ہر علت و اعتراض کا مفصل جواب لکھ دیا ہے جو اپنا اطمینان کرنا چاہے وہ شروحات حدیث فتح الباری، نیل الاوطار اور عون المعبود وغیرہ خصوصاً سبل السلام شرح بلوغ المرام دیکھے اگر انصاف اور خدا خوفی سے کام لیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ تسلی ہو جائے گی۔

نیز یہ ایسا مسئلہ ہے جو غالباً حدیث کی کل کتابوں صحاح ستہ وغیرہ —— میں موجود ہے چنانچہ بہت سی کتب حدیث کے حوالے گزر چکے ہیں آگے صحیحین سے ہی نقل کروں گا۔ پھر خواہ مخواہ انکار کرنا اور اس کے خلاف فتوے دینا انصاف و ایمان کے تقاضا کے خلاف ہے اور اس کا موجب تقلیدِ شخصی ہے۔ اب بخاری شریف جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اور صحیح مسلم جس کی صحت و شان صحیح بخاری کے بعد مسلّمہ ہے، سے ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں امام بخاری نے باب من قال لا نکاح الا بولی منعقد کیا ہے چونکہ مذکورہ بالا احادیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھیں لہٰذا انہوں نے دیگر احادیث سے جو ان کی شرط پر ہیں اور بعض آیات سے استدلال کیا ہے، چنانچہ پہلے آیات ذکر کی ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

لقول اللہ تعالیٰ فلا تعضلوھن فدخل فیه الثیب وکذلك البکر وقال لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا وقال وانکحوا الایامی منکم

مولانا وحید الزمان نے اس کا یوں ترجمہ فرمایا ہے:۔

"بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا ہے جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو (اے عورتوں کے اولیاء) تم کو ان کا روکنا درست نہیں (یعنی نکاح نہ کرنے دینا) اس میں ثیبہ اور باکرہ سب قسم کی عورتیں آ گئیں —— اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا (عورتوں کے اولیاء) تم عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کرو اور —— سورہ نور میں فرمایا جو عورتیں خاوند نہیں رکھتیں ان کا نکاح کردو"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۔ اس ترجمہ پر مولانا مرحوم نے حواشی بھی دیے۔ حاشیہ نمبر ۱ میں فرماتے ہیں:

"اہل حدیث اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے صحیح نہیں ہوتا اور جب عورت کا کوئی ولی رشتہ دار زندہ نہ ہو تو حاکم یا بادشاہ اس کا ولی ہے اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں جن کو امام بخاری اپنی شرط پر نہ ہونے سے نہ لا سکے۔

ایک ابو موسیٰ کی حدیث ہے کہ نکاح بغیر ولی کے نہیں ہوتا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور حاکم اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت آپ نکاح کرے ——— اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا جو عورت بغیر اجازت ولی کے اپنا آپ نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے باطل، باطل ——— اور امام ابوحنیفہ نے برخلاف ان احادیث کے یہ کہا ہے کہ بالغہ آزاد عورت اپنا نکاح آپ کر سکتی ہے ——— قسطلانی نے کہا، اب اگر کوئی عورت بغیر ولی اپنا نکاح آپ کرے اور شوہر اسی سے صحبت کرے تو اس پر حدِ زنا تو نہ پڑے گی لیکن مہر مثل لازم ہوگا اور سزا دی جائے گی۔ اگر وہ جانتا ہو کہ ایسا کرنا حرام ہے۔"

۔ حاشیہ نمبر ۲ میں جو آیت فلا تعضلوھن پر لکھا ہے وہ یہ ہے کہ:

"——— اس آیت سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے ورنہ روکنے کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا"

۔ حاشیہ نمبر ۳ جو فدخل فیہ الثیب وکذلک البکر پر لکھا ہے وہ یہ ہے کہ:

"بغیر ولی کے کسی کا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا"

۔ حاشیہ نمبر ۴ جو آیت لا تنکحوا المشرکین و انکحوا الایامی منکم پر لکھا ہے فرماتے ہیں:

"ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء کی طرف خطاب کیا کہ نکاح نہ کرو یا نکاح کر دو تو معلوم ہوا کہ نکاح کرنا ولی کے اختیار میں ہے"

اس کے بعد امام بخاری نے چار حدیثیں ذکر کی ہیں پہلی دونوں حضرت عائشہ سے مروی ہیں، تیسری حضرت عمرؓ سے اور چوتھی معقل بن یسار سے جو کافی طویل ہیں، ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے جس شخص سے مناسب سمجھے کر دے۔ جہاں نہ مناسب سمجھے نہ کرے۔ ہاں عورت کی رضا و اجازت بھی ضروری ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حاصل یہ کہ صحیح بخاری میں امام بخاری نے آیات و احادیث سے خوب ثابت کر دیا کہ ولی کے بغیر کسی عورت (ثیبہ ہو یا باکرہ) کا نکاح نہیں ہوتا۔

اس کے بعد صحیح مسلم ملاحظہ ہو ——— شرح نووی میں اگرچہ لا نکاح الا بولی کے الفاظ سے کوئی عنوان موجود نہیں لیکن مطالب تبویب نووی جو حدیثیں "باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت" میں ذکر ہوئی ہیں وہ بھی ولی کی ولایت کے معتبر ہونے پر دال ہیں ——— اس باب میں امام مسلم نے کئی حدیثیں ذکر کی ہیں جو میں مشکوٰۃ سے نقل کرتا ہوں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن قالوا یا رسول اللہ وکیف اذنھا قال ان تسکت (متفق علیہ)

ترجمہ: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ عورت سے مشورہ لیے بغیر نکاح نہ کیا جائے اور باکرہ سے بھی اذن طلب کیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا، اس کا اذن کس طرح ہے؟ آپ نے فرمایا، اس کا خاموش رہنا۔ (مسلم بخاری نے اس کو روایت کیا۔ مشکوٰۃ ص ۲۷۰ مسلم ...) (بخاری ج ۲)

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الایم احق بنفسھا من ولیھا والبکر تستاذن فی نفسھا واذنھا صماتھا وفی روایۃ قال الثیب احق بنفسھا من ولیھا والبکر تستامر واذنھا سکوتھا وفی روایۃ قال الثیب احق بنفسھا من ولیھا والبکر یستاذنھا ابوھا فی نفسھا واذنھا صماتھا (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۲۷۰ مسلم ج ۱ ص ۴۵۵)

ترجمہ: ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ عورت اپنے نفس پر اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے[1] اور باکرہ سے بھی مشورہ لیا جائے اور اس کی خاموشی اس کا اذن ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بیوہ اپنے نفس پر اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور باکرہ سے اس کا باپ اذن طلب کرے اور خاموشی اس کا اذن ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ مشکوٰۃ ص ۲۷۰ (مسلم ج ۱ ص ۴۵۵)

ان حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کو بھی (جیسا کہ ایک روایت میں باپ کی

[1] زیادہ حق رکھنے سے ولی کا حق ختم نہیں ہو جاتا لہٰذا ثیبہ بھی ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ اس کی پوری تفصیل آئندہ آئیگی ان شاء اللہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تصریح موجود ہے ۔ حکم دیا کہ ثیبہ کا نکاح جب تک وہ بول کر صراحتاً اجازت نہ دے نہ کریں اور باکرہ کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کریں مگر اس کی اجازت کے لیے بولنا ضروری نہیں بلکہ سکوت بھی کافی ہے۔

یہ حدیثیں جیسے اس بات پر دال ہیں کہ عورت کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں اسی طرح اس پر بھی دال ہیں کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں کیونکہ آپ نے اولیاء کو ہی اجازت لے کر نکاح کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غیر اولیاء کو۔ معلوم ہوا کہ یہ کام اولیاء کے ہی سپرد ہے اور وہی اس کو انجام دے سکتے ہیں۔ ان کے کرنے سے ہی ہوگا ورنہ نہیں۔

اس کے بعد صحیح مسلم میں ایک دوسرا عنوان موجود ہے۔ "باب جواز تزويج الاب البكر الصغيرة" (یعنی باپ اگر اپنی چھوٹی سی بچی بے شعور کا نکاح کر دے تو جائز ہے [1]) اس باب میں امام مسلم نے حضرت عائشہ کے نکاح کا واقعہ متعدد طرق سے بیان کیا ہے کہ آپ بیان فرماتی ہیں کہ میرا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ولی (باپ وغیرہ) کو اس قدر حق حاصل ہے کہ وہ بے شعور بچی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر بھی کر سکتا ہے کیونکہ بے شعوری میں لڑکی سے اجازت لینا بے معنی ہے۔

پس صحیح بخاری کی طرح صحیح مسلم سے بھی ثابت ہو گیا کہ عورت کے نکاح میں ولی کا دخل و اختیار ہے۔ وہ نکاح کر بھی سکتا ہے اور روک بھی سکتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ صحاح ستہ وغیرہ کی احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ سے ثابت ہو گیا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ولی مرد ہی ہو سکتا ہے عورت نہیں ہو سکتی۔ عورت نہ اپنا نکاح کر سکتی ہے نہ ہی دوسری عورت کا کرا سکتی ہے۔

> آئندہ قسط میں صحابہ کرام کا مسلک بیان کیا جائے گا جو سب اس پر متفق ہیں کہ عورت کے لیے نکاح میں ولی ضروری ہے ——————

[1] کوئی یہاں بلوغت کے بعد خیار بلوغ کا شبہ نہ کرے کیونکہ وہ بمنزلہ لڑکی کی اجازت کے ہے جو ولی کے لیے ضروری ہے جیسا کہ احادیث میں گزر چکا ہے۔ (ادارہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حافظ سیف الرحمٰن
(بی اے)

توبہ و استغفار

قسط ۲

استغفارِ داؤد

حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ پھر کسی اور عورت سے ازدواجی رشتہ قائم کرنے کا خیال آیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ خیال اور ارادہ ناگوار گزرا۔ اس کا امتحان لینے اور اس غلطی کا احساس دلانے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے انسانی شکل و شباہت میں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بھیجے۔ انہوں نے اپنا کیس حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ ایک نے کہا:

"میرے پاس صرف ایک دنبی ہے اور میرے ساتھی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں۔ یہ میری ایک دنبی بھی میرے پاس نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کا مطالبہ کرتا ہے کہ یہ مجھے دے دو۔"

حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اس نے تجھ سے دنبی کا سوال کر کے بہت برا کیا ہے یہ تو ظالمانہ کام ہے۔"

پھر اپنا دلی ارادہ یاد آتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری غلطی پر متنبہ کیا ہے، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام بارگاہِ ایزدی میں سربسجود ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہو جاتی ہے۔

استغفارِ سلیمان

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس دریائی نسل کے عمدہ گھوڑے لائے گئے۔ آپ ان کی دیکھ بھال میں اس قدر مصروف رہے کہ نمازِ عصر پڑھنا بھول گئے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو نماز یاد آئی۔ اب کیا تھا انہوں نے گھوڑوں کو جن کی دیکھ بھال میں نمازِ عصر یاد نہ رہی اور فوت ہو گئی —— اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ (سورۃ ص)

اے میرے پروردگار! مجھے معافی دیجئے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کیجئے جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

استغفارِ موسٰی

ایک قبطی اور ایک اسرائیلی کسی بات سے آپس میں جھگڑتے ہیں۔ حضرت موسٰی علیہ السلام اسرائیلی کی حمایت کرتے ہوئے قبطی کو ایک مکہ مارتے ہیں جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ فوراً اپنی کوتاہی اور غلطی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتے ہیں۔

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَ لَهٗ (سورہ قصص)

اے میرے پروردگار! (قبطی کو مار کر) میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ مجھے معافی دیجئے

اللہ تعالیٰ نے اسے معافی عنایت فرمائی۔

استغفارِ یونس

حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ آخر قوم کی سرکشی اور طغیانی کو دیکھ کر مایوس ہو جاتے ہیں اور اذنِ الٰہی کے بغیر شہر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور قوم کے لیے عذاب کی دعا کرتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم عذاب کی خبر سن کر خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تمام مل کر بارگاہِ الٰہی میں توبہ تائب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتے ہیں اور عذاب الٰہی ان سے ٹل جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

کَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ ۝ (یونس)

ادھر حضرت یونس علیہ السلام اپنی غلطی کی بدولت لقمہ حوت بن جاتے ہیں اور اس کے پیٹ میں اللہ رب العزت کی بارگاہِ عالی میں ان الفاظ کے ساتھ معافی مانگتے ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورہ انبیاء)

تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو پاک ہے۔ بیشک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔

چالیس روز تک انہیں الفاظ سے اپنے مالک حقیقی سے معافی مانگتے رہے پھر کہیں جا کر انہیں معافی ہوئی۔

استغفارِ سید المرسلین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی وہ ہستی ہے جس کے متعلق امتِ محمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

معصوم عن الخطا ہیں۔ آپؐ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کا ایک ایک لمحہ اطاعت اور عبادتِ الٰہی میں گزارا۔ گناہ کرنا تو کجا آپؐ کے دل ودماغ میں گناہ کا کبھی تصور بھی پیدا نہیں ہوا۔ بایں ہمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

یا یھا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ (بخاری)

کہ لوگو! اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

آپؐ مندرجہ ذیل استغفار کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ (ابوداؤد)

میں اللہ سے بخشش کی دعا کرتا ہوں، وہ اللہ جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ اللہ جو ہمیشہ زندہ اور قائم ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

غرضیکہ تمام انبیاء علیہم السلام حتی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ واستغفار کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنایا ہوا تھا اور ہر وقت ان کی زبانِ مبارک سے استغفار کے کلمات ہی سنائی دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار اللہ تعالیٰ کی رضا کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ انسان خواہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو جب بارگاہِ ایزدی میں سر جھکا کر رب رب کے الفاظ سے اپنے خالقِ حقیقی سے معافی مانگتا ہے تو اس کی رحمت کا بحرِ بیکراں جوش میں آکر اس کے گناہوں کے تمام خس وخاشاک کو بہا کر لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے بے حد خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو ایک بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں اترتا ہے۔ اس کے پاس سواری ہوتی ہے جس پر اس کا خورد ونوش کا سامان بندھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ وہاں چند منٹ سستانے کی غرض سے لیٹ جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب بیدار ہوتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی بمعہ سامان خورد ونوش غائب ہے۔ اس

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی تلاش میں جنگل کا کونہ کونہ چھانتا ہے لیکن کہیں سے سراغ نہیں ملتا حتیٰ کہ گرمی و تشنگی سے مغلوب ہو کر اسی جگہ پر واپس آجاتا ہے جہاں پہلے لیٹا ہوا تھا۔ وہاں پر مرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے اور اپنا بازو سر کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتا ہے تاکہ وہ موت کے ذریعے اس مصیبت اور پریشانی سے نجات پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوتا ہے۔ کیا دیکھتا ہے اس کی اونٹنی مع سامان خورد و نوش اس کے سر پر کھڑی ہے۔ یہ ماجرہ دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ فرحت و انبساط کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ اس کا دماغی توازن درست نہیں رہتا۔ خوشی میں آکر کہتا ہے۔

اللهم انت عبدی و انا ربك (مسلم) یاالٰہی تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔

وقتِ استغفار

ویسے تو جس لمحہ اور جس ساعت انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور پکارتا ہے تو وہ سنتا ہے اور مجیب الدعوات ہے۔ لیکن رات کا آخری ثلث اس کام کے لیے زیادہ مخصوص ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ○ (آل عمران)

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (الذاریات)

کہ اللہ کے بندے ہنگام سحر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب ان کی اولاد نے اپنی غلطی کی معافی چاہی تو جواب دیا کہ:۔

سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّىْ (یوسف) میں جلد ہی اپنے پروردگار سے تمہاری معافی کی درخواست کرونگا۔

چنانچہ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کی کوتاہی کی معافی کی درخواست ہنگام سحر بارگاہِ ایزدی میں پیش کی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ رب العزت رات کو دنیا والے آسمان پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آواز دیتے ہیں:۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ھل من سائل فاعطیتہ ھل من داع فاستجبت لہ ھل من مستغفر فاغفر لہ (ابن کثیر)

ہے کوئی سوال کرنے والا! اسے میں دوں۔ ہے کوئی پکارنے والا۔ میں اس کی دعا منظور کروں۔ ہے کوئی معافی مانگنے والا۔ میں اسے معاف کروں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رات کو نماز پڑھتے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو دعا اور استغفار میں مشغول ہو جاتے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمیں یہ حکم تھا کہ جب رات کو نماز پڑھیں تو صبح تک استغفار میں مشغول رہیں" (ابن کثیر)

فوائدِ استغفار

گناہوں سے معافی

انسان کے گناہ خواہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بحرِ بیکراں کے قطرات سے زائد ہوں تو بھی استغفار سے سب محو ہو جاتے ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

یا ابن ادم ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لك ما كان فيك ولا ابالی یا ابن ادم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لك ولا ابالی یا ابن ادم انك لو لقيتنی بقراب الارض خطایا ثم لقيتنی لا تشرك بی شيئا لاتيتك بقرابها مغفرة (ترمذی)

اے ابن آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرے گا اور امید رکھے گا تیرے جو گناہ بھی ہوں گے معاف کر دوں گا اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو بھی میں تجھے گناہوں سے معافی دوں گا،

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر گناہ لایا لیکن شرک نہ کیا تو میں اتنی ہی مغفرت اور بخشش لے کر تیرے پاس آؤں گا۔

۲۔ صفائی قلب

جس طرح لوہا پانی میں پڑا رہنے سے زنگ خوردہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی قلوب گناہوں کی نجاست سے آلودہ ہونے کے باعث زنگ خوردہ اور سیاہی آلود ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت استغفار کی ریتی ہی اس زنگ کو دور کر کے چمکا سکتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث ہے جس کے آخر میں یہ ذکر ہے:

فان تاب و استغفر صقل قلبه (ترمذی)

یعنی اگر انسان توبہ کرے اور اپنے گناہوں سے معافی مانگے تو اس سے اس کا قلب چمک اٹھتا ہے۔

۳۔ موجب جنت

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کا ذکر فرمایا اور اس کی فضیلت ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فمن قالها من النهار موقنا بها فمات من يومه قبل ان يمسى فهو من اهل الجنة و من قالها من الليل موقنا بها فمات قبل ان يصبح فهو من اهل الجنة (بخاری)

جو آدمی یقین کے ساتھ دن کو سید الاستغفار پڑھتا ہے اور شام سے پہلے فوت ہو جاتا ہے تو وہ اہلِ جنت سے ہے اور جو رات کو یقین کے ساتھ پڑھتا ہے اور صبح سے پیشتر ہی وفات پا جاتا ہے تو وہ بھی اہلِ جنت سے ہے۔

۴۔ پریشانی اور تنگیٔ رزق سے نجات مٹا دیا جاتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ دستی اور ذہنی و قلبی پریشانی میں مبتلا اشخاص کو یہ مژدہ جاں فزا سنایا:

من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا و من كل هم فرجا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ويرزقه الله من حيث لا يحتسب (احمد۔ ابو داؤد)

جو انسان استغفار کو ہمیشہ کے لیے اپنا وظیفہ بنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر قسم کی تنگی اور پریشانی کو دور کرتا ہے اور اسے ایسے ذریعے سے رزق عطا کرتا ہے جس کا اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

۵۔ میت کے لیے استغفار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان الله عزوجل ليرفع الدرجة للعبد الصالح فى الجنة فيقول يارب انى لى هذا فيقول باستغفار ولدك لك (احمد)

اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کا جنت میں مرتبہ بڑھائیں گے۔ انسان کہے گا کہ اے میرے پروردگار! یہ درجہ مجھے کیسے نصیب ہوا؟ اللہ تعالیٰ جواب فرمائیں گے کہ تیرا لڑکا تیرے لیے استغفار کرتا رہا ہے۔ اس لیے تجھے یہ بلند درجہ نصیب ہوا۔

۶۔ مردوں کے لیے بہترین تحفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

" قبر میں میت کی مثال اس غرق ہونے والے کی ہے جو امداد کا طالب ہوتا ہے جب اس کی بخشش کی دعا کی جاتی ہے اور اس کے لیے استغفار کی جاتی ہے تو وہ دنیا کی تمام اشیاء سے اسے محبوب ہوتی ہے"

پھر فرمایا:۔

" اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا کی برکت سے اہلِ قبور پر پہاڑوں کی مانند رحمتیں نازل فرماتا ہے"

پھر آخر میں فرمایا:۔

ان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم (بيهقى)

کہ جو لوگ بقیدِ حیات ہیں ان کا تحفہ مردوں کے لیے یہ ہے کہ ان کے حق میں بخشش کی دعا کریں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بارش، اولاد اور رزق کا باعث

جب انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو ذاتِ الٰہی اسے گوناگوں عذاب میں مبتلا کر کے انتقام لیتی ہے۔ کبھی بارش نہیں ہوتی اور قحط سالی کے آثار رونما ہو جاتے ہیں۔ کبھی ہری بھری کھیتیاں پانی کو ترستی ہوئی گل سڑ جاتی ہیں۔ کبھی اولاد جیسی نعمتِ عظمیٰ کو انسان کی آنکھیں ترستی ہیں اور کبھی تنگیٔ رزق سے انسان اس قدر مغلوب ہو جاتا ہے کہ اس کے ایمان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور اس کے پائے استقلال میں لغزش واقع ہو جاتی ہے۔ ان تمام امراض کا علاج اسی استغفار میں مضمر ہے۔ یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ اس کے استعمال سے بیسیوں اولاد کے طلب گاروں کو اولاد نصیب ہوئی، سینکڑوں رزق کے متلاشیوں کو رزق نصیب ہوا۔ اور ان گنت اور لاتعداد کھیتی اور پھلوں کی کمی کا شکوہ کرنے والوں کو وافر اناج اور فروٹ نصیب ہوا۔

حضرت حسنؒ بصری کے پاس ایک آدمی نے قحط سالی کی شکایت کی۔ آپ نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

اور کہا کثرت سے استغفار پڑھو۔

پھر ایک اور آدمی آتا ہے وہ اولاد سے محرومی کی شکایت کرتا ہے۔ آپ اس کے لیے بھی یہی نسخہ تجویز فرماتے ہیں۔ پھر ایک آدمی جو تنگ دستی اور عسرت کا شکار ہوتا ہے۔ وہ کشائشِ رزق کی خاطر ایسے کوئی وظیفہ دریافت کرتا ہے۔ آپ اسے بھی نصیحت فرماتے ہیں کہ استغفار کو لازم پکڑو۔ پھر ایک آدمی کھیتی اور پھلوں کی کمی کی شکایت لے کر حاضر ہوتا ہے۔ آپ اسے بھی استغفار کی تلقین کرتے ہیں۔ پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ مختلف شکایات لے کر لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن آپ نے تمام کے لیے ایک ہی نسخہ تجویز فرمایا۔ آپ نے جواب میں سورۂ نوح کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بخشش کی دعا کرو وہ اسے منظور فرمائے گا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ آسمان سے موسلادھار بارش برسائے گا تمہیں کثرت سے مال و اولاد عطا کرے گا اور تمہارے باغات اور نہریں چلائے گا۔

امام بخاریؒ نے فضل استغفار پر باب باندھ کر قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات پیش کرتے ہوئے مذکورہ فوائد ثابت کیے ہیں۔

۸۔ استغفار کی فتحیابی اور ابلیس کی شکست

شیطان انسان کا قدیمی دشمن ہے۔ انسان کو راہِ راست سے بہکانے کے لیے کبھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا اور ہر وقت موقعہ کا متلاشی رہتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

"ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قسم کھا کر کہا کہ میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا جب تک ان کے جسم میں روح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال اور عزت کی قسم کھا کر فرمایا۔ لا ازال اغفر لهم ما يستغفرونی (احمد) جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔"

۹۔ ہلاکتِ ابلیس

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ:۔

"لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کا وظیفہ کثرت سے کرو۔ کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہ کے ذریعے ہلاک کر دیا ہے اور وہ مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کے وظیفے سے ہلاک کرتے ہیں۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری ہلاکت کا سامان کر رہے ہیں تو میں نے انہیں خواہشات کے ذریعے ہلاک کر دیا اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہِ راست پر ہیں۔" (ابن کثیر)

۱۰۔ استغفار ایک عظیم دوا ہے۔

ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الا ادلکم علی دائکم و دوائکم الا ان دائکم الذنوب وان دوائکم الاستغفار

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کیا تمہیں تمہاری بیماری اور اس کے علاج کی خبر دوں؟ سنیئے! تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔

۱۱۔ استغفار کو خوشخبری

عبداللہ بن لبسر کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

طوبیٰ لمن وجد فی صحیفتہ الاستغفار (ابن ماجہ)

اس آدمی کو خوشخبری ہے جس کے صحیفے میں استغفار ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:۔

"جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اپنا صحیفہ دیکھ کر خوش ہو تو فلیکثر من الاستغفار یعنی اسے چاہیے کہ استغفار کثرت سے پڑھے۔"

۱۲۔ انتظار استغفار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

"جب کوئی مسلمان گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو فرشتہ (کاتب) تین ساعت تک اس کا انتظار کرتا ہے فان استغفر من ذنبہ لم یکتبہ علیہ ولم یعذبہ اللہ یوم القیامۃ اگر وہ اپنے گناہ کی معافی مانگ لے تو گناہ اس کے نامۂ اعمال میں درج نہیں ہوگا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اس سے کچھ مواخذہ کریں گے۔"

۱۳۔ رفع عذاب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر جب اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے باعث پہاڑ بلند کیا اور گرانا چاہا تو وہ سجدہ میں گر گئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے استغفار کی بدولت ان سے عذاب رفع کر دیا۔

اہل مکہ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب الٰہی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝

آپ کے وجودِ گرامی کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان مشرکینِ مکہ پر عذاب نازل نہیں فرمائے گا۔ اگر استغفار کو لازم کریں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں کرے گا۔

حضرت یونس کی قوم ان کی پیروی سے انحراف کرتی ہے۔ سرکشی اور بغاوت میں حد سے تجاوز کرتی ہے۔ حضرت یونس اپنی قوم سے ناراض اور خشمگیں ہو کر شہر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور ان کے لیے عذابِ الٰہی کی بددعا کرتے ہیں۔ جب قومِ یونس کو پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کی دعائیں بارگاہِ ایزدی میں فوراً مستجاب ہوتی ہیں اور یقین ہوتا ہے کہ ہم پر عذاب واقع ہونے والا ہے تو تمام شیر خوار بچے اور معمر، ذکور و اناث، امیر و غریب سبھی اپنے پروردگار کے آستانہ کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں اور رو رو کر اپنے جرائم کی معافی مانگتے ہیں اور آئندہ کے لیے تائب ہو جاتے ہیں تو ان سے عذابِ الٰہی ٹل جاتا ہے جیسے کہ سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

یعنی ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے عذاب دور کر دیا اور انہیں ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کی اجازت دی۔

بہترین استغفار

کتبِ حدیث میں متعدد استغفار کا ذکر آیا ہے۔ سب سے بہترین استغفار یہ ہے۔

اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عھدك ووعدك ما استطعت اعوذبك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت (بخاری)

اس کا نام سید الاستغفار ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔

ایک آدمی گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل استغفار سکھلایا۔

اللھم مغفرتك اوسع من ذنوبی ورحمتك ارجی عندی من عملی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سے آپ نے دو تین مرتبہ پڑھایا اور فرمایا جاؤ۔ قد غفر اللہ لک۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں معافی دے دی ہے۔ (حاکم)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بیش از بیش استغفار پڑھنے اور ہر قسم کے فسق و فجور سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گلہائے نعت

تکوین کائنات کا عنوان کہیں انہیں
معراجِ حسنِ محفلِ امکاں کہیں انہیں !

نوعِ بشر ہے جن کے تعلق سے سر بلند
بر حق ہے یہ کہ عظمتِ انساں کہیں انہیں!

کرتے ہیں فخر جن کی غلامی پہ تاجدار
حیران ہیں کس زبان سے سلطاں کہیں انہیں

جن کا وجود زینتِ گلزارِ حسن ہے
تزئینِ خلد و جانِ بہاراں کہیں انہیں

کم تر ہے یہ مثال بھی، لیکن نہ جانے کیوں
جی چاہتا ہے مہرِ درخشاں کہیں انہیں

بندے ہوتے ہیں جنکی ہدایت سے خود شناس
رمز آشنائے خلوتِ عرفاں کہیں انہیں

وہ بھی بشر ضرور ہیں، لیکن مثالِ سنگ
ہم کوئلہ ہیں، لعلِ بدخشاں کہیں انہیں

راسخ ہے فرض جن کی زمانے پہ اقتدار
کیونکر نہ روحِ حاصلِ ایماں کہیں انہیں

—— راسخ عرفانی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آباد شاہ پوری قسط نمبر ۲

نیا سامراج

سوشلزم - نظریہ اور تحریک

صنعتی انقلاب سے یورپ کا اقتصادی نظام جو زرعی بنیادوں پر قائم تھا، تلپٹ ہو گیا تھا۔ عقلیت پرستی اور لبرلزم کی تحریک نے یورپ کے عیسائی معاشرے کی مذہبی و اخلاقی بنیادوں کو متزلزل کر ڈالا۔ انقلاب فرانس نے اس کے سیاسی نظام کو ہلا کر رکھ دیا۔ نظام جاگیرداری پر استوار مطلق العنان بادشاہتیں ہر جگہ ڈولنے لگیں، صنعتی انقلاب اپنے جلو میں گوناگوں خرابیاں لے کر آیا۔ بے روزگاری، انسانی محنت کا استحصال، افلاس کی افزونی اور سرمایہ داری کا فروغ و عروج اس کے تلخ ترین ثمرات تھے۔ یورپ کو زندگی کے ایک نئے نظام کی ضرورت تھی۔ وہ نظام جو اس کی معاشرتی و سیاسی زندگی میں پیدا ہونے والے خلار کو پُر اور صنعتی انقلاب کے مفاسد کا قلع قمع کر سکتا۔ یہودی مفکرین نے جس مقصد کے لئے یورپ کی اجتماعی بنیادوں میں بارود بچھایا تھا۔ اب اس کی تکمیل کا وقت آگیا تھا۔ چنانچہ وہ اس خلار کو بھرنے اور یورپ کے عیسائی معاشرے کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے آگے بڑھے۔ سوشلزم کا نظریہ انہی کے سازشی ذہن کی تخلیق تھا۔ یہ محض ایک اقتصادی نظام نہ تھا، بلکہ زندگی کا مکمل فلسفہ تھا۔ جس کی بنیاد خدا کے کلیتہً انکار، مذہب دشمنی، اخلاقی اقدار کی تباہی اور مادہ پرستی پر قائم تھی۔ متوسط طبقہ جو اس نظام کی اصطلاح میں "بورژوا" کہلاتا ہے، اس کا یہ جانی دشمن اور اس کے قلع قمع کو اپنی بقا و استحکام کے لئے ناگزیر سمجھتا تھا۔

لہ اس سلسلے میں ALEXANDER GRAY کی کتاب THE SOCIALIST TRADITION، پڑھنے کے قابل ہے۔ اس میں مصنف نے قدیم دور کے بعض یہودی مفکرین (مثلاً اسلامی دور کے ابن میمون) کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ ان کے افکار اور فلسفے میں اشتراکی فکر پائی جاتی ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دراصل متوسط طبقہ کسی قوم کی ریڑھ کی ہڈی بھی ہوتا ہے۔ اور دل و دماغ بھی یہی طبقہ اسے زندگی کے ہر میدان میں قیادت فراہم کرتا ہے۔ متوسط طبقہ جس قدر قوی اور باشعور افراد پر مشتمل ہوگا۔ قوم اتنی ہی طاقتور اور غیور و جسور ہوگی۔ یہودی اس طبقے کو فنا کے گھاٹ اس لئے اتار دینا چاہتے تھے کہ غیر یہودی قومیں ذہین و باشعور اور غیور و جسور قیادت سے محروم ہو جائیں۔ اسی ایک طریقے سے یہ قومیں ان کے عزائم کا نرم چارہ بن سکتی تھیں۔ اس نظام میں پرولتاریوں کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ اس کے نزدیک انسانی سوسائٹی کے ارتقا کی بنیاد یہی طبقہ تھا۔ یہودی ذہن کے تراشے ہوئے اس نظام میں پرولتاریوں کو اہمیت اس لئے دی گئی کہ انہوں خوش آئند اور پر فریب نعروں کے ذریعے بآسانی اپنے دامِ خدع و تزویر میں گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ پھر جس (یورپ کے عیسائی) معاشرے میں سوشلزم کا نظریہ ابتدائً پیش کیا گیا۔ اس میں پرولتاری طبقے کی بھاری اکثریت یہودیوں ہی پر مشتمل تھی۔ یورپ میں یہودیوں پر اعلیٰ و ادنیٰ سرکاری ملازمتوں اور تجارت کے دروازے صدیوں سے بند چلے آ رہے تھے اس لئے ان کی اکثریت یا تو دستکار اور کاریگر تھی یا مزدور اور محنت پیشہ، صنعتی انقلاب آیا تو یہودی کاریگر اور دستکار کارخانوں اور فیکٹریوں میں نوکر ہو گئے، اس طرح پرولتاری طبقہ وجود میں آ گیا ۵

۵ یورپ میں یہودی پرولتاری طبقے کی قوت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ صیہونی تحریک کے بانی "ہرزل" (HERTZAL) نے قیصر جرمنی سے فلسطین کو یہودی بنانے کے لئے سودا بازی کرنی چاہی تاکہ وہ ترکی پر دباؤ ڈالے (کیونکہ سلطان عبد الحمید فلسطین کی سرزمین یہودیوں کے حوالے کر دینے کے عوض پچاس لاکھ پونڈ دینے کی پیش کش کو پائے استحقار سے ٹھکرا چکا تھا) اس نے قیصر سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اس مسئلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے تیار ہو جائے تو میں یورپ میں سوشلسٹ اور ریڈیکل پراپیگنڈے کو بند کرا دوں گا (جن کا سب سے زیادہ زور خود مجھ پر تھا)) لیکن جب قیصر نے کوئی دلچسپی دکھانے میں تاخیر کی تو ہرزل نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا ——— اگر ہمارا کام نہ بنا تو ایک ہی جست میں سینکڑوں انقلابی تحریکوں کے ساتھ جا ملیں گے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بالفاظِ دیگر یورپ میں پرولتاری طبقے کی حکومت کا مطلب تھا یہودیوں کی حکومت، چنانچہ سوشلسٹ تحریکوں میں بھی یہودی پرولتاری طبقہ پیش پیش رہا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار JEWS کے زیرِ عنوان، یہودی لکھ پتیوں اور (انقلابِ فرانس کے بعد) امریکہ و یورپ میں کارخانوں اور سرکاری محکموں پر قابض ہونے والے یہودی متموّل طبقے کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"غالباً یہی نظام تھا جس نے یہودیوں پر ولتاری طبقے کو جنم دیا، مسلمان ممالک، مشرقی یورپ کے علاقوں اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں یہودیوں کی بڑی تعداد اہلِ حرفہ اور کاریگروں کی تھی۔ سوشلزم کی تعلیمات کے ذریعے ان یورپی اور امریکی کاریگروں نے طبقاتی شعور سے بہرہ مند گروہ کی صورت اختیار کر لی، پرولتاری، دوستانہ جماعتوں اور پرورش پانے والی خصوصی ٹریڈ یونینوں کی شکل میں متحد ہو گئے تقریباً ان تمام ملکوں میں جہاں یہودی آباد ہوئے، یہودی افراد سوشلسٹ اور ٹریڈ یونین تحریکوں میں سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔"[۸]

جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں سوشلزم کا نظریہ یہودیوں کے سازشی ذہن کی تخلیق تھا[۹] اسی طرح اس نظریے کی مختلف ارتقائی صورتوں میں بھی انہی کا ذہن کارفرما تھا[۱۰] کارل مارکس (۱۸۱۸ء-۱۸۸۳ء) پہلا شخص تھا جس نے سوشلزم کو علمی (SCIENTIFIC) بنیادی فراہم کیں، اسے نظامِ زندگی کی صورت دی اور سوشلسٹ تحریک کا باضابطہ آغاز کیا۔ یہ شخص TIER کے ایک

---

۸ جلد ۱۳ ص ۶۱،

۹ چونکہ سوشلزم سازشی ذہن کی تخلیق تھا اور سازش اس کی گھٹی میں پڑی تھی، اس لئے سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہی اس کا طریق کار رہے ہیں۔ آپ سوشلزم کی تاریخ کا جائزہ لیں، تو یہ کہیں بھی آپ کو سازشوں کے بغیر پھلتا پھولتا، پروان چڑھتا اور اقتدار پر قبضہ کرتا دکھائی نہ دے گا۔

۱۰ دیکھئے الیگزنڈر گرے کی کتاب "دی سوشلسٹ ٹریڈیشن"۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہودی کے خاخام (مذہبی رہنما) کا پوتا تھا، مارکس چھ برس کا تھا جب اس کے باپ نے (جو خود بھی خاخام تھا) بقول رسل ریاکاری سے عیسائیت قبول کر لی (اس کی ماں آخر دم تک یہودی ہی رہی) کارل مارکس کا دستِ راست فرڈی نند لازیل (FERDINEND LASSALE) تھا۔ اس نے پہلی انٹرنیشنل[1] (FIRST INTERNATIONAL) میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ لازیل نسلاً ہی نہیں مذہباً بھی یہودی تھا۔

سوشلزم نظریاتی اعتبار ہی سے نہیں عملاً بھی ایک یہودی تحریک تھی، روس یورپ اور امریکہ میں ہر جگہ سوشلسٹ تحریک کے صفِ اوّل کے رہنما یہودی تھے۔ روس میں سوشل انقلابیوں —— (SOCIAL REVOLUTIONARIES) کا رہنما الیگزنڈر کرنسکی جو زار شاہی کا تختہ کے بعد عبوری حکومت میں وزیر اعظم بنا، پیدائشی اعتبار سے یہودی تھا۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی جو آگے چل کر کمیونسٹ پارٹی کہلائی، کا بانی پلیخا نوف بھی یہودی تھا۔ موجود سوشلسٹ روس کا بانی لینن ایک یہودی النسل جرمن ڈاکٹر الیگزنڈر بلانک کا نواسا تھا[2]۔ مارٹوف ایک مدت تک لینن کے ساتھ کام

---

[1] کمیونسٹوں کی پہلی بین الاقوامی کانگریس۔

[2] مشہور امریکی مصنف لوئی فشر جو لینن کا قریبی ساتھی اور ایک مدت تک زبردست مداح رہ چکا ہے۔ اور خود بھی یہودی ہے۔ اپنی کتاب LIFE OF LENIN (۱۹۶۵) میں لکھتا ہے کہ لینن یہودی الاصل تھا عام یہودی بھی لینن کو یہودی ہی سمجھتے تھے۔ روس میں لینن کی قیادت میں بالشویک انقلاب برپا ہوا، تو ہنگری کا ایک یہودی شاعر لازلو لاکاتوس کیلنر (LASZLO LAKATOSKELLNER) فرطِ مسرت سے دیوانہ ہو گیا۔ اس نے ایک نظم کہی جس میں اس نے لکھا: نیا یسوع آگیا ہے۔ لینن، لینن (LOUIS MARSCHALKO) THE WORLD CONQUERORS R.S) ان دنوں وکٹر مارسڈن (VICTOR MARSDEN) نامی ایک انگریز صحافی جنگ کی خبریں فراہم کرنے کے لئے روس میں مقیم تھا، اس نے مارننگ پوسٹ کے نام اپنے ڈسپیچ میں لکھا: لینن ایک کالمک (CALMYC) یہودی ہے، اس کی بیوی بھی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کرتا رہا اور جب لینن کی سازشوں سے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں پھوٹ پڑی تو منشویک (اقلیتی گروپ) کا سربراہ بنا۔ یہ شخص بھی یہودی تھا۔ ٹراٹسکی جس نے سرخ فوج منظم کی اور کرنسکی کی عبوری حکومت کا تختہ الٹا اور جسے لینن اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا، یہودی تھا۔ روس کی سوشلسٹ سوویت یونین کا پہلا چیئرمین جیکب سوردلوف بھی یہودی تھا۔ لینن کے قریب ترین ساتھی زنوویف کامنیف اور کارل رڈک بھی یہودی تھے[۱۳]

انقلابِ روس:۔

روس میں انقلابی افکار کیتھرائن (۱۷۶۲-۱۷۹۶ء) کے عہد میں نفوذ پانے لگے تھے، اسی کے زمانے میں انقلاب فرانس کا دھماکا ہوا جس نے یورپ کے سیاسی نظام کی بنیادیں ہلا ڈالیں انیسویں

(بقیہ حاشیہ) یہودن ہے جس کے بچے یدش بولتے ہیں۔" (دی ورلڈ کنکرز ص ۵۲) واضح رہے کہ لینن کی قانونی بیوی کرپسکایا تھی یہ بھی یہودی عورت تھی، لیکن اس سے لینن کا کوئی بچہ نہ تھا۔ غالباً وکٹر مارسڈن کو غلط فہمی ہوئی۔ لینن کی ایک داشتہ بھی تھی۔ الزبتھ (افسا فیڈر وفنا) اس کا نام تھا۔ یہ عورت بھی یہودن تھی۔ اس کے پانچ بچے تھے۔ چار اپنے شوہر سے اور ایک دبور سے (جس کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات تھے) یہ عورت (کرپسکا، کی موجودگی میں) لینن کے گھر میں بطور داشتہ انقلاب بالشویک کے بعد تک رہی جب یہ تپ دق میں مبتلا ہوئی تو لینن اس سے الگ ہوا اور اس کے ساتھ اس کے بچے بھی جو یہودی ماں باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے یدش بولتے تھے۔ غالباً انہی بچوں کو وکٹر مارسڈن نے لینن یا کرپسکایا کے بچے سمجھا۔ کمیونسٹ انقلاب کے بعد یہ عورت ماسکو کی سوویٹ اور مرکزی حکومت میں اہم مناصب پر فائز رہی، افسا ۱۹۲۰ء میں مرگئی اور اسے لینن کے اس "قرب" کی بنا پر سرخ چوک (SQUARE) میں دفن ہونے کا اعزاز ملا۔ ہربرٹ فٹش (HERBERT FITSCH) سکاٹ لینڈ یارڈ کا آدمی تھا۔ وہ خدمت گار کے بھیس میں لینن کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہو گیا تھا۔ اس نے اطلاع دی:

لینن ایک "مثالی یہودی" ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

صدی کی پہلی ربع صدی میں آزادیٔ افکار کی رَو اور تیز ہو گئی۔ روسی زاروں نے اس کے آگے

سے سوشلسٹ تحریک یہودی ذہن کی پیداوار ہی نہ تھی، بلکہ اس تحریک کو سرمایہ بھی یہودیوں ہی نے فراہم کیا۔ ان میں امریکہ کے یہودی ساہوکار (بنکر) جیکب شف اور کوہن لوئیب اجرمنی کی کمپنی آٹو کوہن فالین رائن لینڈ سنڈیکیٹ، سٹاک ہوم کا بنک دار بورگ، سینٹ پیٹرز برگ کا بنک گنزبورگ بہت نمایاں ہیں (مجلہ قدیم فرانس، ۱۹۲۰ء عدد ۱۶۰ نیز دی ورلڈ کنکررص ۵۳)۔ جیکب شف کے بارے میں امریکی خفیہ پولیس نے رپورٹ دی کہ اس نے بالشویک انقلاب کو ۲۰ لاکھ ڈالر بطور امداد دیئے (دی ورلڈ کنکرر ۵۲) اسی طرح روسی سوشلسٹ تحریک کے لیڈر ہی یہودی نہ تھے بلکہ بین الاقوامی سوشلسٹ تحریک کے لیڈر بھی یہودی تھے۔ پولینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا پہلا نام جیوش ڈیموکریٹک پارٹی تھا، یہی صورت لیتھوین کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی تھی، جرمنی کا سوشلسٹ لیڈر رائڈ ورڈ برنسٹین، آسٹریلیا کا ایڈلرز اور امریکی لیبر فیڈریشن کا بانی سیموئیل گو پلرز بھی یہودی تھے۔ ارجنٹائن میں کمیونسٹ پارٹی کے بانی سالومن ہیزل مین اور جولیا فنز تھے۔ اور یہ دونوں میاں بیوی یہودی تھے۔ برازیل میں ۱۹۳۵ء میں انقلاب برپا کر کے ملک پر قبضہ کر لیا گیا، اگرچہ اس انقلاب کی عمر بہت مختصر تھی۔ اس انقلاب کے سارے لیڈر سوائے ایک کے سب یہودی تھے، فرانس میں مارکسزم کے علمبردار ہمیشہ یہودی رہے ہیں۔ بیلجم میں کمیونسٹ پارٹی کا بانی چارلس بالدا سرتھا، سویڈن کی کمیونسٹ پارٹی کا سب سے بڑا مالی معاون آئیور کرد گر ایک یہودی ہے، ۱۹۲۰ء میں باکوہ مقام پر ۱۹ جولائی سے ۷ اگست تک کمنٹرن (COMMENTERN) بین الاقوامی کمیونسٹ پارٹیوں کی نمائندہ انجمن ــــ کا اجلاس کارل راڈک کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں ہنگری سے بیلا کوھین، فرانس سے ردزمر، امریکہ سے ریڈ، جرمنی سے سٹائن ہارڈ، ہالینڈ سے جانسن اور بلقان سے شائلین شریک ہوئے اور یہ کارل راڈک سمیت سب یہودی تھے۔ سوشلسٹ تحریک میں یہودیوں کا کتنا زبردست ہاتھ ہے اس کے متعلق مفصل معلومات کیلئے LOUIS MARSC HALKO کی کتاب THE WORLD CONQUERORS کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بند باندھنے کی کوشش کی۔ ماحول کے خلاف آواز بلند کرنے والے اہل قلم کو قید و بند اور جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں۔ کتابیں ضبط کر لی گئیں، لیکن افکار اس قسم کی بندشوں سے کب رکنے پائے ہیں۔ نپولین سے جنگوں کے زمانے میں روسی افسروں کو فرانس دیکھنے کا موقع ملا۔ وہاں سے لوٹے تو انقلابی افکار کی اڑتی ہوئی رو سے متاثر ہو چکے تھے۔ نکولاس اول (۱۸۲۵-۱۸۵۵ء) کے عہد حکومت کے پہلے سال فوج میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ پہلی فوجی بغاوت تھی جس کے پیچھے کوئی واضح اور متعین مقصد — بیگار کا خاتمہ اور جمہوریہ کا قیام — کارفرما تھا۔ بغاوت تو کچل دی گئی اور فوجی افسروں اور سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد کو عبرت ناک سزائیں دی گئیں لیکن روسی افواج کے اندر بے اطمینانی اور جوش و جذبہ کی چنگاری ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئی۔

انقلابی افکار سے پہلے پہل طبقہ امراء سے تعلق رکھنے والے عیسائی نوجوان متاثر ہوئے تھے۔ خاصی مدت تک یہی لوگ فکر و عمل کے میدان میں پیش پیش رہے رفتہ رفتہ یہ رہنمائی یہودیوں اور یہودی نژاد عیسائیوں نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور عیسائی مفکرین اور انقلابی لیڈر دوسری صف میں چلے گئے۔ الیگزنڈر دوم (۱۸۵۵-۱۸۸۱ء) نے ملک میں اصلاحات جاری کیں زرعی اراضی پر کام کرنے والے "کمیروں" (SERFS) کو ملکیتِ زمین کا حق دیا۔ یہ لوگ غلاموں کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کو آزاد کر دیا گیا۔ اسی طرح تعلیم، اقتصادیات، انتظامیہ اور عدالت کے شعبوں میں بھی اصلاحات کیں، روسی تاریخ کے نقطۂ نظر سے غالباً اہم ترین فیصلہ یہ تھا کہ یہودی دستکاروں کالج کے گریجویٹیوں اور مالدار تاجروں کو خالص روس میں رہنے کی اجازت دے دی، اب تک یہ لوگ روس کے مقبوضہ علاقوں میں رہتے تھے، روسی پولینڈ میں ان کی بہت بڑی آبادی تھی[۱] اس

---

[۱] روس میں یہودیوں کی آبادی دنیا میں سب سے زیادہ تھی، صہیونی تحریک کے بانی، اس کو چلانے اور مکروہ ہتھکنڈوں سے کامیابی سے ہمکنار کرتے اور اسرائیل کی ریاست وجود میں لانے والے روس کے مقبوضہ یورپی علاقوں کے یہودی تھے ان میں سے اکثر وہ تھے جنہوں نے بالشویک انقلاب لانے میں حصہ لیا تھا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آبادی کو ایک خاص علاقے میں یکجا کر دیا گیا تھا۔ جو تاریخ میں PALE OF SETTLEMENT کہلاتا ہے یہاں کے یہودی مغربی اور وسطی یورپ میں یہودیوں کی قیادت میں اٹھنے والی فکری تحریکوں سے متاثر تھے۔ یہ لوگ جب اس اجازت کے تحت روس کے پایہ تخت اور دوسرے بڑے بڑے صنعتی شہروں میں پہنچے تو ان افکار کو اپنے ساتھ لے کر گئے اور ہر جگہ سیاسی و فکری قیادت پر قبضہ کر لیا کارخانوں، فیکٹریوں اور یونیورسٹیوں میں خفیہ حلقے اور سیل قائم ہو گئے۔ خفیہ جماعتوں نے مار دھاڑ قتل و غارت اور دہشت پسندی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ الیگزنڈر دوم انہی یہودی دہشت پسندوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ الیگزنڈر سوم (۱۸۸۱ - ۱۸۹۴ء) کے عہد میں باقاعدہ جماعتیں وجود میں آئیں جن میں نمایاں اور مؤثر جماعتیں حسب ذیل تھیں۔

۱:۔ سوشل انقلابی (SOCIAL REVOLUTIONARY)

۲:۔ دستوری جمہوریت پسند (CONSTITUTIONAL DEMOCRATS) جو بالعموم کیڈٹ (CATETS) کہلاتی ہے۔

۳:۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (SOCIAL DEMOCRATIC PARTY)

اول الذکر دونوں جماعتیں بھی ترقی پسند تھیں، سوشل انقلابی تو سوشلسٹ نظریات کی علمبردار تھی، تاہم دونوں پرامن پروپیگنڈے اور قانونی ذرائع سے کام لینے کی قائل تھیں، مؤخر الذکر مارکسٹ تھی۔ پہلے پہل یہ جماعت روس سے باہر ۱۸۸۳ء میں ایک گروپ کی صورت میں قائم ہوئی۔ پلیخانوف اس گروپ کا لیڈر تھا۔ ۱۸۹۸ء میں اس نے روس کے اندر باضابطہ طور پر پارٹی کی بنیاد رکھی۔ سیاسی پارٹیوں کے قیام سے روس میں سیاسی تبدیلیوں کی تحریک اور تیز ہو گئی۔ الیگزنڈر سوم نے باپ کے قتل کے بعد زمام حکومت سنبھالتے ہی سیاسی اصلاحات اور دستوری زندگی کو ختم کر دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاوا اندر ہی اندر پکنے لگا۔ یہ جوالا مکھی ۱۹۰۵ء میں پہلی مرتبہ پھٹا۔ اگرچہ نکولس سوم (۱۸۹۴ء - ۱۹۱۷ء) نے فوج اور پولیس کی مدد سے اس جوالا مکھی کو پھیلنے اور بے قابو ہونے سے روک لیا، مگر اس سے ملک کی حقیقی صورتِ حال کھل کر سامنے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آگئی۔ بے چینی اور اضطراب نیچے سے اوپر تک پھیل چکی تھا۔ فوج پر اب زیادہ مدت تک اعتماد و انحصار نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اس بغاوت میں بری اور بحری افواج کے بعض دستوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ انقلابی قوتوں کی اس کوشش ناکام نے انقلاب کی رفتار تیز تر کر دی؛ چنانچہ بارہ سال کے بعد روسی قیصریت کا عظیم الشان قصر جو بظاہر بڑا ہی مستحکم دکھائی دیتا تھا، مگر درحقیقت جبر و استبداد، مطلق العنانی اور سازشوں اور بدعنوانیوں کی وجہ سے کھوکھلا ہو چکا تھا، زمین بوس ہو کر رہ گیا۔ انقلاب کے بعد پہلے شہزادہ لووف کی قیادت میں عبوری حکومت قائم ہوئی۔ بعد ازاں لووف نے استعفیٰ دیدیا اور کرنسکی وزیر اعظم بنا، مگر جلد ہی سائنٹیفک سوشلزم (کمیونزم) کے علمبردار روس (بالشویکوں) نے لینن کی رہنمائی میں ہڑتالوں اور ہنگاموں مظاہروں اور منظم بلووں کے ذریعے کرنسکی حکومت کو معطل کر کے رکھ دیا اور پھر اکتوبر ۱۹۱۷ء میں زمام اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

کوائف مدارس عربیہ مغربی پاکستان

ملک کے ہر سکول کالج بلکہ کارخانے اور فیکٹری کے بھی حالات مل جاتے ہیں۔ لیکن دینی مراکز مدارس عربیہ کے بارہ میں کسی قسم کی معلومات کہیں سے نہیں ملتی ہیں اس بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مسلم اکادمی، محمد نگر — لاہور کی طرف سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی جا رہی ہے اس میں مغربی پاکستان کے تمام دینی مدارس کے حالات جمع کئے جا رہے ہیں، خواہ ان کا تعلق کسی بھی مکتب فکر سے ہو۔ جملہ دار العلوم اور مکاتب و مدارس کے مہتمم حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ مطلوبہ کوائف جلد مہیا فرمائیں

حافظ نذر احمد جنرل سیکرٹری مسلم اکادمی

محمد نگر

علامہ اقبال روڈ۔ لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مولانا عبد السلام کیلانی مدنی

امام محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ

انکارِ حدیث کے رد میں امام کی خدمات

امام لقب شیخ الاسلام خطاب ، ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام نصر ہے خراسان کے ایک قدیم اور بین الاقوامی شہرت یافتہ علمی مرکز "مرو" کی طرف نسبت کی وجہ سے مروزی کہلاتے تھے۔ ان کی پیدائش ۲۰۲ھ میں بغداد شہر میں ہوئی جب کہ وہ علم و سیاست کا گہوارہ بن چکا تھا۔ ابتدائی تعلیم اور نشو و نما نیشاپور کے حصہ میں آئی۔ پھر علم کی پیاس بجھانے کے لیے دنیا کا کونا کونا چھان مارا۔ بالآخر سمرقند[1] میں رہائش پذیر ہوئے۔

اساتذہ :۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ قابلیت، جذبہ شوق، محنت اور محبت علم کے علاوہ چوٹی کے اساتذہ کی صحبت سے استفادہ کرنے کا موقع بھی بہم پہنچا دے۔ اس کی خوش قسمتی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے یہی حال امام موصوف کا تھا چنانچہ وہ مشہور علمائے کرام جن سے انہوں نے براہ راست استفادہ کیا ان میں سے اکثر و بیشتر امام بخاری اور امام مسلم کے اساتذہ تھے ذیل میں لیے چند ایک اساتذہ

[1] سمرقند وہ مقام ہے جس میں مسلمانوں کے جاہ و جلال اور علم و عمل کی اب صرف یادگاریں باقی رہ گئی ہیں۔ اس کی آبادی ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔ اکثریت اگرچہ مسلمانوں کی ہے لیکن اس وقت وہ سوویاتی اشتراکی جمہوریت کے ظلم تلے پس پس کر اسلام کو تقریباً خیر باد کہہ چکے ہیں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ عبداللہ بن عثمان مروزی ۲۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق امام اسحاق بن راہویہ ۔ ۳۔ عبداللہ بن سعید ابو قدامہ سرخسی ۴۔ محمد بن بشار بندار ۵۔ ابو موسیٰ محمد بن موسیٰ الزمن ۶۔ عبید اللہ بن معاذ عنبری ۷۔ ہدبہ بن خالد ۸۔ ابراہیم بن فند رحزامی ۹۔ صدقہ بن فضل مروزی ۱۰۔ محمد بن عبدالملک بن ابی الشعارب ۱۱۔ ابو کامل جحدری فضیل بن حسین ۱۲۔ یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ نیشاپوری آخر الذکر امام نسائی کے استاذ ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

تلامذہ :۔

جس طرح کسی شخص کی قابلیت اور فضیلت کا سہرا اس کے اساتذہ کے سر ہوتا ہے اسی طرح اس کی شہرت کا دارومدار اس کے تلامذہ پر ہوتا ہے چنانچہ امام موصوف کے فیضان تلمذ سے سرخرد ہونے والے چند مشہور اور جید علماء یہ ہیں۔

۱۔ ان کے صاحبزادے اسمٰعیل ۲۔ ابو علی عبداللہ بن محمد بن علی بلخی ۳۔ محمد بن اسحاق رشادی سمرقندی ۴۔ عثمان بن جعفر لبان ۵۔ محمد بن یعقوب بن احزم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ

اِمام کا علمی مقام :۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کا یہ کہنا ہے کہ" یہ شخص علاقہ بھر میں امام مانا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ خراسان ہو۔"

اسمٰعیل بن قتیبہ کہتے ہیں" جب کوئی شخص محمد بن یحییٰ سے کوئی فتویٰ لینے آتا تو بسا اوقات وہ اسے امام مروزی کے پاس بھیج دیتے۔" انہوں نے بڑے بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان علماء سے اپنے علم کا لوہا منوایا ہے۔ چنانچہ اکثر مورخین نے یہ صراحت کی ہے کہ" یہ شخص علم حدیث میں سمندر تھا تو فقہ میں لاثانی تھا۔ صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد جتنے علماء ان کے زمانے تک ہو گذرے تھے ان سب کے اختلافات اور احکام شریعت کو ان سے بڑھ کر جاننے والا کوئی نہ تھا۔

ابو بکر صیرفی جیسے فقیہ اور اصولی کا کہنا ہے کہ اگر امام مروزی کی صرف ایک تصنیف "قسامت"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہی ہوتی تو یہی کتاب ان کے علمی تعمق کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھی چہ جائیکہ ان کی دوسری تصنیفات ہوں جنہوں نے انکے علم و فقاہت کا سکہ بٹھا دیا ہے۔

مشہور عیسائی مورخ فردنیان توتل نے ان کے حالات زندگی میں ان کے علمی مقام کو تسلیم کرنے کے بعد ان کی تصنیفات میں "الفرالقض" کا ذکر کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے۔

وَهُوَ اَحْسَنُ مَا كُتِبَ فِی هٰذَا الْبَاب،

یہ کتاب اپنے موضوع میں اپنی مثال آپ ہے

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ سب سے زبردست عالم وہ ہے جسے "ذخیرہ احادیث سب سے زیادہ میسر ہو، وہ احادیث اسے اچھی طرح یاد ہوں اور ان کے معانی پر سب سے زیادہ حاوی ہو نیز وہ علمائے امت کے اجماع یا اختلاف (یعنی کس مسئلہ میں سب علماء کی رائے ایک ہی ہے اور کس مسئلہ میں ان کے نقطۂ نظر میں اختلاف رونما ہوا ہے؟) کو سب سے بڑھ کر جانتا ہو۔" اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ تمام صفات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد امام محمد بن نصر مروزی کے سوا کسی اور شخص میں بدرجہ اتم موجود نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کوئی ایسی حدیث نہیں جو محمد بن نصر مروزی کے علم میں نہ ہو تو یہ چیز حقیقت سے بعید نہیں۔

سیرت:۔

ابو بکر احمد بن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ میں نے دو اماموں کا زمانہ پایا لیکن ان سے علمی استفادے کا موقع نہیں ملا۔ ان میں سے ایک ابو حاتم محمدؒ بن ادریس رازی تھے اور دوسرے ابو عبد اللہ محمدؒ بن نصر مروزی تھے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو عبد اللہ محمدؒ بن نصر مروزی کی نماز جیسی نماز کسی نہیں دیکھی ان کے متعلق سنا ہے کہ ایک دفعہ دوران نماز ایک بھڑ ان کی پیشانی پر بیٹھ گئی جسے کاٹنے سے خون نکل کر چہرے پر بہہ گیا۔ لیکن امام نے نماز میں حرکت تک نہ کی۔

اگر پونجی تھوڑی ہوتی تو اسی سے گذارہ کر لیتے اور اگر زیادہ ہوتی تو دیگر اخراجات اور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

علمی ضروریات میں خرچ کر دیتے یعنی دولت جمع کرنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ محمد بن عبد الوہاب ثقفی کا کہنا ہے کہ خراسان کا گورنر اسمٰعیل بن احمد، اس کا بھائی اسحاق بن احمد اور اہالیان سمرقند انہیں سالانہ چار چار ہزار درہم ذاتی ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے دیتے۔ یعنی بارہ ہزار درہم سالانہ بطور نذرانہ ملتے اور بال بچے بھی زیادہ نہ تھے۔ لیکن پھر بھی یہ تمام رقم سال بھر میں ختم کر ڈالتے۔

ایک روز میں نے عرض کی، حضرت! یہ لوگ جو آپ کو آج اتنی رقم دیتے ہیں ہو سکتا ہے، کل ان کا طرزِ عمل بدل جائے۔ بہتر ہو تاکہ آپ آڑے وقت کے لئے کچھ جمع کر لیتے۔ کہنے لگے "واہ! سبحان اللہ" میں اتنی دیر مصر رہا اور وہاں میری خوراک، کاغذ سیاہی، اور دیگر تمام اخراجات پر صرف بیس درہم سالانہ خرچ ہوتے تھے۔ اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اتنی آمدنی بھی باقی نہ رہے گی۔

وفات :۔

آپ نے محرم ۲۹۴ھ میں ۹۲ برس کی عمر میں وفات پائی (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) ان کے بعد کوئی شخص ان کا ہم پلہ نہ رہا تھا۔

امام موصوف اور فتنہ انکارِ حدیث :۔

فتنہ انکارِ حدیث اس وقت زور پکڑتا ہے جب حکومت کا ذہن خالص اسلامی نہ ہو اور وہ زمانے کے رخ کو دیکھ کر اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کرنے کی خواہاں ہو حکومت کے بہی خواہ اور موقعہ پرست حکومت کے رجحان کو دیکھ کر قرآنی تاویلات اور ذہنی تفاسیر تیار کرنے میں مستعد ہو جاتے ہیں۔ تاکہ غلط عقائد اور غیر اسلامی عادات واطوار کو اسلام کا لباس پہنایا جاسکے۔ اس سلسلہ میں ذخیرہ احادیث بہت بڑی رکاوٹ ہوتا ہے، کیونکہ نبی کی زبان سے ہی قرآن مجید کی آیات کی صحیح تفسیر اور اس کے نازل کرنے والے کی حقیقی ترجمانی ہو سکتی ہے جب اہل ہوی احادیث کا جواب نہیں پاتے، تو اپنی آراء سے متصادم احادیث کا انکار شروع کر دیتے ہیں۔

امام کے زمانے میں بھی کئی ایسے لوگ پیدا ہو چکے تھے جو فلسفۂ یونان سے متاثر ہو کر یونانی عقائد و توہمات اور فلسفیانہ موشگافیوں کو عقل سلیم کا نام دے کر ان پر اسلام کا لیبل لگانا چاہتے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تھے چونکہ حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھی اس لئے انہوں نے بعض احادیث کا انکار کر دیا۔

امام کا موقف :-

علمائے حق ہمیشہ ایسے لوگوں کے خلاف علمِ جہاد بلند رکھتے ہیں امام موصوف نے بھی اس سلسلہ میں اپنے فرض کو پہچانا اور حجیت حدیث کے موضوع پر ایک اہم کتاب "السنۃ" لکھی، اس کتاب میں امام نے ٹھوس دلائل سے منکرین حدیث پر علمی تنقید فرمائی ہے۔ اس کتاب کے ایک اہم باب کا ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "ان سنتوں (احادیث) کا بیان جو قرآن مجید کے ان مجمل مقامات کی تفسیر ہیں جنہیں حل کرنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا۔ کیونکہ اگر اس تفسیر کو چھوڑ دیں اور صرف الفاظ قرآنی کو سامنے رکھیں تو ان کے معانی و مطالب حل نہ ہوتے تھے۔" حجت قطعی سے اس باب میں جس چیز کو واضح طور پر امام نے پیش کیا ہے اور جن منکرین کا رد کیا ہے وہ یہ ہے کہ یا تو ذخیرۂ احادیث کو بالکل ہی ٹھکرا دیا جاتے۔ اس صورت میں اسلام کے بنیادی ارکان پر بھی عمل ممکن نہیں۔ کیونکہ ان کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کی اصلی مراد سمجھ نہیں آتی اور یا پھر کلیتہ اسے قبول کر لیا جائے، بشرطیکہ وہ صحت وضعف کے معیاری اور معروف اصولوں پر پوری اتر آتے یہی صحیح ہے اور اس صورت میں وہ نظریات جن کو قرآنی ظاہر کرنے کے لئے آیات کی غلط تاویل کی جاتی تھی۔ احادیث نبویہ سے ان کا بطلان ثابت ہو جائیگا۔

اسلامی اقدار سے معاشرہ کی روگردانی دیکھتے ہوئے آج بھی کچھ لوگ مشرق و مغرب کے نظامہائے زندگی پر اسلام کا لیبل لگا کر قرآن حکیم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین نزاع اور معنوی رقابت پیدا کرنے کے درپے ہیں اور یا تو سنت (احادیث) کا قرآن مجید سے اختلاف ظاہر کر کے لوگوں کی توجہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر سے ہٹا کر اپنی تاویلوں کی طرف لگانا چاہتے ہیں یا سرے سے ہی ذخیرہ احادیث کو مشکوک اور عجمی سازشیں قرار دے کر نئی پود اور خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ کو اس سے برگشتہ کر رہے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

امام موصوف نے متجددین کے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے پرزور دلائل سے جس طرح اس مسئلہ پر اپنی مذکورہ بالا تصنیف میں بحث کی ہے وہ ایک شاہکار رہے، یہ کتاب "السنۃ" پہلی دفعہ سعودی حکومت نے زیورِ طبع سے آراستہ کی ہے اور علماء اور شائقین علم میں مفت تقسیم کی ہے (ترجمہ قریبی اشاعتوں میں قسط وار شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ) ——— ادارہ

قرآن مجید وحدیث اور علم وحکمت کا بحرِ عمیق (بحر العلوم سعودیہ)

بانی شیخ التفسیر والقرآن والحدیث علامہ محمد یوسف صاحبؒ، کلکتہ والے

بحر العلوم سعودیہ (رجسٹرڈ) شہر کراچی میں اسلامی علوم کی ایک مثالی درسگاہ ہے جس میں کئی سال سے دینی اور علمی خدمات سرانجام دی جا رہی ہیں، حسب سابق تفسیر، حدیث، اور فقہ وغیرہ علوم عالیہ و آلیہ کے لئے جید اور نامور علماء کرام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد داؤد خان صاحب راغب رحمانی کی زیر سرپرستی تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یکم رجب المرجب سے ہمارے شعبہ علوم شرقیہ میں درجہ مولوی فاضل برائے سال ۷۲/۱۹۷۱ء کیلئے اور شعبہ قراءۃ و تجوید (جس کیلئے جناب مولانا قاری محمد یحییٰ نور اللہ فاضل قراءات سبعہ و عشرہ کی تدریسی خدمات حاصل ہیں) کیلئے داخلہ شروع ہے، شائقین طلبہ جلد درس گاہ میں پہنچیں یا مہتمم صاحب کے نام درخواستیں روانہ کر دیں۔ طلبہ کی رہائش، خوراک، لباس، علاج، کتب طلبہ کے وظائف اور دیگر مصارف کے اخراجات کا مدرسہ کفیل ہو گا۔ نصاب تعلیم اور طریق تعلیم وقت کی ضروریات کے عین مطابق ہے نیز انگریزی تعلیم کے لئے بھی خصوصی انتظام ہے۔

شعیب بن یوسفؒ، مہتمم بحر العلوم سعودیہ

علامہ یوسف روڈ
عاقل سٹریٹ کراچی ملا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حضرت مولانا محمد عبدالغفور رمضان پوری بہاریؒ (ترجمہ با محاورہ از پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں)

مُفیدُ الاحناف

قسط نمبر ۳

ایک صورتِ اختلاف

سوال۔ ایک مثل ہونے سے وقتِ ظہر گزر کر وقتِ نماز عصر ہو جاتا ہے یا نہ؟

جواب۔ صاحبین کے نزدیک ہو جاتا ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔ نفع المفتی والسائل میں مولانا محمد عبدالحیؒ تحریر فرماتے ہیں:

وعنده اذا صار ظل كل شيء مثليه خرج وقت الظهر و دخل وقت العصر وعندهما اذا صار ظل كل شيء مثله كذا في جامع المضمرات وفي الحاوية عن الظهيرية والفتوى على قولهما وعن التاسيس و عندنا كما قالا وعن الاسرار وقولهما مقتدى اه وفي الدر المختار روى عنه مثله وهو قولهما وقول زفر والائمة الثلثة قال الامام الطحاوي وبه ناخذ وفي غرر الاذكار وهو الماخوذ به وفي البرهان وهو الاظهر لبيان جبرئيل وهو نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى اه وفي خزانة الروايات عن ملتقى البحار ان ابا حنيفة قد رجع في خروج وقت الظهر و دخول وقت العصر الى قولهما اه قلت والواقف للماهر على ادلة الفريقين يعلم قطعاً كون قولهما قويا وكون قوله ضعيفا فلا عبرة لفتوى من افتى به اه

ترجمہ:۔ امام صاحب کے نزدیک جب کسی چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وقت شروع ہوجاتا ہے مگر صاحبین کے ہاں جب ہر شے کا سایہ اس کے برابر ہوجائے اسی طرح جامع المضمرات اور فتاویٰ حمادیہ میں ظہیریہ سے منقول ہے اور فتوے صاحبین کے قول پر ہے۔ تاسیس اور اسرار سے منقول ہے کہ ہمارے نزدیک بھی صاحبین کے قول کی اقتدار کی گئی، اور درمختار میں ہے کہ امام صاحب سے بھی، صاحبین کے قول یعنی ایک مثل پر عصر ہونا، مروی ہے اور یہ قول صاحبین، زفر اور ائمہ ثلاثہ کا ہے اور امام طحاوی نے کہا ہے کہ ہم بھی ایک مثل کو اختیار کرتے ہیں اور غرر الاذکار میں بھی ایک مثل کو اختیار کیا گیا ہے اور برہان میں ایک مثل ظاہر تر ہے حضرت جبریل کے اس بیان کی وجہ سے جو اس سلسلہ میں نص قطعی ہے۔ فیض میں ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل رہا اور اسی پر فتوے دیا جاتا رہا۔ خزانۃ الروایات میں ملتقی البحار سے منقول ہے کہ امام صاحب نے امام ابو یوسف اور امام محمد کے قول ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم ہونے اور عصر کا وقت شروع ہونے کی طرف رجوع کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فریقین کے دلائل سے واقف کار شخص بخوبی جانتا ہے کہ صاحبین کا قول قوی ہے اور امام صاحب کا قول ضعیف ہے لہٰذا اس شخص کا فتوے معتبر نہیں ہے جو امام ابو حنیفہ کے مشہور قول پر دے۔

سوال۔ نقرض کو جیساکہ بعد رکعتین اولیین کے اقتصار سورۂ فاتحہ پر کرنا جائز ہے۔ ویسے ہی اس کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ ضم سورہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ جائز ہے۔ رد المحتار ص۳۳۵ میں ہے۔

لو ضم الیھا سورۃ لا باس بہ لان القراءۃ فی الاخریین مشروعۃ من غیر تقدیر والاقتصار علی الفاتحۃ مسنون لا واجب فکان الضم خلاف الاولیٰ وذلک لا ینافی المشروعیۃ والاباحۃ اھ

ترجمہ اگر پچھلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت ملالے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ پچھلی دونوں رکعات میں بغیر تعیین کے قرارت مشروع ہے اور صرف سورہ فاتحہ کی تلاوت بھی مسنون ہے واجب نہیں مگر سورہ کا ملا کر پڑھ لینا ثانوی حیثیت کا حامل ہے لیکن

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہ اس کے مشروع اور جائز ہونے کے منافی نہیں ہے۔

سوال۔ مابین اذان مغرب و فرض کے دو رکعت نفل پڑھنا مباح ہے یا نہ؟

جواب۔ قبل فرض مغرب کے مباح ہے در مختار میں ہے:۔

وحرر اباحة ركعتين خفيفتين قبل المغرب واقره فى البحر والمصنف اھ

ترجمہ:۔ اور مغرب سے قبل ہلکی سی دو رکعات کو جائز لکھا ہے اور بحر الرائق میں اور مصنف نے اس کا اقرار کیا ہے۔

مولانا عبد الحی بحر العلوم نے ارکان اربعہ میں تحریر کیا ہے:۔

وقد روى عبد الله بن مغفل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا قبل المغرب ثم قال صلوا قبل المغرب اھ وعن انس كان المؤذن اذا اذان قدم ناس من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم يبتدرون السوارى حتى يخرج النبى صلى الله عليه وآله وسلم وهم كل ذلك يصلون اھ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز پڑھو مغرب سے پہلے، پھر فرمایا نماز پڑھو مغرب سے پہلے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مؤذن جب اذان کہتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے لوگ جلدی جلدی ستونوں کی طرف بڑھتے حتیٰ کہ جب آپ تشریف لاتے تو وہ سب (مغرب کے فرضوں سے پہلے) نماز پڑھ رہے ہوتے الخ

اور مولانا محمد عبد الحی نے سعایہ میں تحریر فرمایا ہے:۔

فلو صلى احيانا بحيث لم يلزم منه تاخير المغرب لم يكره البتة كما هو مقتضى تطبيق الاحاديث بعضها ببعض اھ

ترجمہ:۔ اگر اتفاقاً کوئی شخص اس طرح نفل پڑھے کہ فرض نماز میں تاخیر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ بعض احادیث کی آپس میں تطبیق کا یہی تقاضا ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سوال۔ کیا آٹھ ہی رکعت تراویح سنت ہے؟

جواب۔ ہاں۔ مگر باقی مستحب ہے۔ ردالمحتار کے ص ۳۲۵ میں ہے۔

وذکر فی الفتح ان مقتضی الدلیل کون المسنون منها ثمانية والباقی مستحبا وتمامه فی البحر اھ ـــــ ترجمہ اور فتح القدیر میں ذکر کیا ہے کہ دلیل کا تقاضا آٹھ رکعت کا سنت (مسنون) ہونا ہی ہے اور باقی مستحب ہیں۔ اس کی پوری بحث بحر الرائق میں ہے۔

سوال۔ بنظر دفع بلا مثل وبا وغیرہ کے نماز فرض فجر میں بعد رکوع کے قنوت پڑھنا جائز ہے یا نہ؟

جواب۔ جائز ہے ردالمحتار کے ص ۳۶۰ میں ہے۔

فیقنت الامام فی الجهرية اھ یوافقه ما فی البحر والشرنبلالية عن شرح النقاية عن الغاية وان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام فی صلوٰة الجهر وهو قول الثوری واحمد اھ وكذا ما فی شرح الشيخ اسمعيل عن البناية اذا وقعت نازلة قنت الامام فی صلوٰة الجهرية لكن فی الاشباه عن الغاية قنت فی صلوٰة الفجر اھ وهل المقتدی مثله ام لا وهل القنوت هنا قبل الركوع ام بعده لم اره والذی يظهر لی ان المقتدی يتابع امامه الا اذا جهر فيؤمن وانه يقنت بعد الركوع لا قبله الخ ــــــــــــــــــــ

ترجمہ۔ پس جہری نماز میں امام قنوت پڑھے اور یہ بحر الرائق اور شرنبلالیہ میں جو شرح نقایہ سے منقول ہے اس کے موافق ہے اور اس میں غایہ سے منقول ہے کہ اگر مسلمانوں پر بلا نازل ہو تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے اور یہ قول ثوری اور احمد کا ہے۔ اسی طرح شرح میں شیخ اسماعیل کے بنایہ سے منقول ہے کہ جس وقت کوئی بلا آئے تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے لیکن اشباہ میں غایہ سے منقول ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھے لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ مقتدی بھی امام کی طرح پڑھے یا نہ پڑھے اور قنوت رکوع سے پہلے پڑھے یا بعد میں مگر معلوم یہی ہوتا ہے کہ جب امام جہر کرے تو مقتدی اپنے امام کی پیروی میں آمین کہے اور قنوت رکوع کے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بعد پڑھے نہ کہ رکوع سے پہلے۔

سوال۔ حدیثِ خرباق یعنی ذوالیدین منسوخ ہے یا نہیں؟

جواب۔ نہیں۔ رد المختار صفحہ ۴۳۴ میں ہے:

و منع النسخ بان حديث ذي اليدين رواه ابو هريرة و هو متاخر الاسلام و اجيب بجواز ان يرويه عن غيره ولم يكن حاضرا و تمامه في الزيلعي قال في البحر و هو غير صحيح لما في صحيح مسلم عنه بينا انا اصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ساق الواقعة و هو صريح في حضوره و لم ار عنه جوابا شافيا اه

ترجمہ اور ذوالیدین کی حدیث کو ابوہریرہ کے بیان کرنے کی وجہ سے منسوخ سمجھنے کی تردید کی گئی ہے کہ بے شک ابوہریرہ بعد میں اسلام لائے مگر یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہی حدیث دوسرے لوگوں سے سن کر بیان کی ہو اور وہ خود موجود نہ ہوں۔ اس کی پوری بحث زیلعی میں ہے ۔۔۔ بحر الرائق میں ہے کہ ابوہریرہ کا اس واقعہ کے وقت موجود نہ ہونا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے ان الفاظ میں یہ حدیث مروی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور بیان کیا اس واقعہ کو اس سے تو ان کا حاضر ہونا واضح ہے اور میں نے اس کا کوئی شافی جواب نہیں دیکھا۔

سوال۔ حدیثِ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا منسوخ ہے یا نہیں؟

جواب۔ نہیں۔ رد المختار صفحہ ۶۸۳ میں ہے:

قد ورد في الصحيحين وغيرهما عن ابي قتادة ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يصلي و هو حامل امامة بنت زينب بنت النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاذا سجد وضعها و اذا قام حملها و قد اجيب عنه باجوبة منها ما ذكره الشارح انه منسوخ بما ذكره من الحديث و هو مردود بان حديث ان في الصلوة لشغلا كان قبل الهجرة و قصة امامة بعدها و منها ما في البدائع انه صلى الله عليه وسلم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لم یکرہ منه ذلك لانه کان محتاجا الیه لعدم من یحفظها او للتشریع بالفعل ان هذا غیر مفسد و مثله ایضًا فی زماننا لا یکرہ لواحد منا فعله عند الحاجة اما بدونها فمکروہ لا اہ و قد اطال المحقق ابن امیر حاج فی الحلیة فی هذا المحل ثم قال ان کونه للتشریع بالفعل هو الصواب الذی لا یعدل عنه کما ذکرہ النووی فانه ذکر بعضهم انه بالفعل اقوی من القول ففعله ذلك لبیان الجواز الخ

ترجمہ: صحیحین وغیرہ میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کی بیٹی امامہ یعنی اپنی نواسی کو گود میں لے کر نماز پڑھ رہے تھے جب سجدہ کرتے تو اس کو رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے اس کا جواب کئی طرح دیا گیا ایک تو وہ ہے جسے شارح نے ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث اس حدیث سے منسوخ ہے جس میں ان فی الصلوٰۃ لشغلا ہے لیکن یہ قبل از ہجرت تھی اور امامہ کا قصہ ہجرت کے بعد کا ہے۔ دوسرا جواب وہ ہے جو بدائع میں ہے کہ نبی اکرمؐ کا یہ فعل مکروہ نہیں کیونکہ آپؐ نے یہ ضرورت کے تحت کیا ہے۔ اس لیے کہ امامہ کو سنبھالنے والا کوئی دوسرا شخص نہیں تھا یا اس فعل کی مشروعیت ظاہر کرنے کے لیے آپ نے ایسا کیا کہ ضرورت کے وقت ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور مفسدِ نماز نہیں اور ہمارے زمانے میں بھی کوئی ضرورت کے لیے ایسا کر لے تو مکروہ نہیں لیکن بغیر ضرورت کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ محقق ابن امیر حاج نے حلیہ میں اس مقام میں طویل تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ بیشک اس فعل کا کرنا مشروعیت بتانے کے لیے ہی درست ہے جس سے انکار ممکن نہیں جیسا کہ امام نووی نے ذکر کیا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ فعل سے مشروع بتانا قول سے اقویٰ ہے پس آپ کا یہ فعل بیانِ جواز کے لیے تھا ———— اور تعلیق المجد میں ہے:

قال النووی ادعی بعض المالکیة انه منسوخ و بعضهم انه من الخصائص و بعضهم انه لضرورة و کلها دعاوی باطلة مردودة لا دلیل علیها الخ

ترجمہ: نووی کہتے ہیں کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کے منسوخ ہونے کا دعوے کیا ہے۔ بعض آپ کا خاصہ بناتے ہیں اور بعض ضرورت کے لیے کہتے ہیں حالانکہ یہ سب دعوے باطل اور مردود ہیں جن کی کوئی دلیل نہیں۔ (باقی آئندہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

Regd. No. L. 7895 SEPTEMBER, 1971

Monthly **MUHADDIS** *Lahore-16*

Islamic Research Council

Vol : I	RAJAB-AL-MURAJJAB 1391 A. H.	No. 10

ہر قسم کے سٹیم پائپ، پائپ فٹنگز اور سٹیم والو وغیرہ

نہایت معیاری اور ارزاں خریدنے کیلئے

میسرز۔ حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز

برانڈرتھ روڈ (رام گلی نمبر۲) لاہور

سے رابطہ قائم کریں

ٹیلیفون نمبر ۔ ۶۲۲۹۰۸

ٹیلیفون دفتر ۵۳۸۶۳

—— سٹاکسٹ اور جنرل آرڈر سپلائرز ——

جی آئی ایم ایس (سیم لیس پائپ) پائپ فٹنگز اور ولایتی و دیسی والوز وغیرہ

ماہنامہ **مُحدِّث** لاہور

صدر دفتر	ذیلی دفتر
مدرسہ رحمانیہ (جسٹرڈ)	حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز
گارڈن ٹاؤن ۔ لاہور ۱۰	رام گلی نمبر ۲ ۔ لاہور

معاونین سے :-		بیرون ملک	
زر سالانہ	۱۰ روپے	شرق اوسط :	۱-پونڈ ۵ شلنگ
فی پرچہ	۹۰ پیسے	مغربی ممالک :	۱-پونڈ ۱۰ شلنگ

فون نمبر ۵۳۸۶۳

فون نمبر ۶۲۲۹۰۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ